ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
پاکستان


۲۲ ربیع الاول ۲۹ مئی
۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء


مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان


ہدیہ ۲۵ پیسے

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ
قاری فیوض الرحمٰن

## توبہ و استغفار سے اللہ تعالےٰ کتنا خوش ہوتا ہے

توبہ و استغفار سے متعلق احادیث و روایات کے سلسلہ کو مندرجہ ذیل حدیث پر ختم کیا جاتا ہے۔ جو صحیح بخاری و مسلم میں بھی متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اور جس میں آپؐ نے توبہ کرنے والے گنہگاروں کو وہ بشارت سنائی ہے جو کسی دوسرے بڑے سے بڑے عمل پر بھی نہیں سنائی گئی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کو سمجھنے کے لئے صرف یہی ایک حدیث ہوتی تو کافی تھی۔ حق یہ ہے کہ اس چند سطری حدیث میں معرفت کا ایک دفتر ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِىْ اَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُهْلِكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ فَطَلَبَهَا حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِىَ الَّذِىْ كُنْتُ فِيْهِ فَاَنَامُ حَتّٰى اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى سَاعِدِهِ لِيَمُوْتَ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ عَلَيْهَا زَادُهُ وَشَرَابُهُ فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهٖ وَزَادِهٖ

(رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ ارشاد فرماتے تھے۔ خدا کی قسم اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندہ کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اُتر گیا ہو جو سامان حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو، اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو، پھر وہ (آرام لینے کے لئے) سر رکھ کر لیٹ جائے، پھر اُسے نیند آجائے، پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہو۔ پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لئے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اسی جگہ جا کر پڑ جاؤں — (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ پھر وہ (اسی ارادہ سے وہاں آکر) اپنے بازو پر سر رکھ کے مرنے کے لئے لیٹ جائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں) محفوظ ہے۔ تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا، خدا کی قسم مومن بندہ کے توبہ کرنے سے خدا اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔

**تشریح** ذرا تصور کیجئے کہ اس بلا کی غریب الوطنی میں بھاگی ہوئی اور گمشدہ اونٹنی کو اس طرح اپنے پاس کھڑا دیکھ کے اس بدو کو جو مایوس ہو کر مرنے کے لئے پڑ گیا تھا کس قدر خوشی ہوگی صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں قسم کھا کے فرمایا۔ کہ خدا کی قسم! بندہ جب جرم و گناہ کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا اور سچے دل سے توبہ کر کے اس کی طرف آتا ہے تو اس رحیم و کریم رب کو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی کہ اس بدو کو اپنی بھاگی ہوئی اونٹنی کے ملنے سے ہوگی۔

قریب قریب یہی مضمون بخاری و مسلم میں حضرت ابن مسعودؓ کے علاوہ حضرت انسؓ سے بھی مروی ہے۔ ان کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپؐ نے اس بدو مسافر کی فرطِ مسرت کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اونٹنی کے اس طرح مل جانے سے وہ اتنا خوش ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی بے انتہا عنایت اور بندہ نوازی کے اعتراف کے طور پر وہ کہنا چاہتا تھا کہ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ وَ اَنَا عَبْدُكَ (خداوندا! بس تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ) لیکن خوشی کی سرمستی میں اس کی زبان بہک گئی اور اس نے اس کے بالکل اُلٹ کہہ دیا۔ آپؐ نے اس کی اس غلطی کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا۔ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ (فرطِ مسرت اور بے حد خوشی کی وجہ سے اس بیچارے بدو کی زبان بہک گئی۔

علماء نے آپؐ کے اس ارشاد سے سمجھا ہے کہ اگر اس طرح کسی کی زبان بہک جائے اور اس سے کفر کا کلمہ نکل جائے تو وہ کافر نہ ہوگا فقہ اور فتاوے کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے (مولانا محمد منظور نعمانی)

بلاشبہ اس حدیث میں توبہ کرنے والے گنہگاروں کو اللہ تعالےٰ کی جس خوشنودی کی بشارت سنائی گئی ہے وہ جنت اور اس کی ساری نعمتوں سے بھی فائق اور بڑھ کر ہے۔

(باقی آئندہ)

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۰ء
۲۹ مئی ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۲

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات





# پاکستان کو مغلوب کرنے کی بھارتی سازشیں

## مسلمانوں کے قتلِ عام اور دریاؤں کا رُخ موڑنے کا پس منظر؟

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں بری طرح شکست کھانے کے بعد غیر ملکی طاقتوں کے اشارہ پر بھارت مسلسل ذلیل ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ مسلمانوں کا قتلِ عام اور دریاؤں کا رخ موڑنے کا منصوبہ اسی سلسلہ کی مکروہ کڑیاں ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان مغلوب اور زِچ ہو کر بھارت کی تابعداری میں آ جائے اور غیر ملکی طاقتیں خصوصاً امریکہ جن اہم مقاصد کی تکمیل اِن دو مملکتوں سے کرانا چاہتا ہے اس کے راستہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے

ہندوستان کی تقسیم کے مرحلہ میں دونوں حکومتوں کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا تھا کہ اقلیتوں کی جان و مال کا ہر طرح سے تحفظ کیا جائے گا۔ لیکن پاکستان کی تاریخ میں کوئی ادنے مثال ایسی نہیں پیش کی جا سکتی جس سے یہ ثابت کیا جا سکے کہ پاکستانی اقلیتوں کی جان و مال کو کبھی کوئی ادنیٰ خطرہ بھی لاحق ہوا ہے —— لیکن اس کے بالمقابل بھارت کی تاریخ کا ایک ایک ورق اہلِ اسلام کے خونِ ناحق سے داغدار ہے —— اور وہاں کے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر کے ان کی زندگی اجیرن بنائی جا رہی ہے۔

کچھ عرصہ سے یہ بات بڑی شدت سے موضوعِ بحث بن رہی ہے کہ امریکہ پاکستان اور ہندوستان کا مشترکہ دفاع قائم کرنے کے لئے کنفڈریشن کی تجویز پیش کر رہا ہے۔ جس کا مقصد چین کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کرنا ہے

کنفڈریشن یا مشترکہ دفاع کی تجاویز کے بارے میں پاکستان کے موجودہ اربابِ اقتدار نے واضح الفاظ میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے انہیں پاکستان کی سالمیت کے منافی اور مضحکہ خیز قرار دیا ہے۔

حالات و واقعات کا جائزہ لیتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ بھارت اور اس کی پشت پناہ بڑی طاقتیں صدر جنرل آغا محمد یحییٰ کی حکومت کی مضبوط اور مستحکم خارجہ پالیسی کو ناکام بنانے کے لئے ایسے حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرنے لگی ہیں جن سے پاکستان گھٹنے ٹیکنے پہ مجبور ہو جائے۔ چنانچہ بھارتی مسلمانوں کا قتلِ عام، ان کے خلاف وسیع پیمانہ پر کارروائیاں اور دریاؤں کا رخ موڑ کر معیشتی اعتبار سے پاکستان کو مفلوج کر دینے کی سازشیں اور پاکستان کا داخلی سیاسی انتشار اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ بھارت پاکستان کا وجود ختم کر دینے اور اسے مغلوب کرنے کے لئے اب اپنے آخری حربوں پر اُتر آیا ہے۔

پاکستان کے صدر مملکت جنرل محمد یحییٰ نے اپنے تمام سفارتی نمائندوں کو خبردار کر دیا ہے کہ وہ اپنے اپنے ملکوں کے سربراہوں پر پاکستان کے مبنی بر انصاف اور متوازن مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے بھارتی حکمرانوں کے مظالم بیان کریں۔

نیز —— پاکستان نے تمام مسلم ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے کوئی مثبت اور عملی اقدام کریں۔

پاکستان کے اربابِ حکومت نے جو مؤقف اختیار کر رکھا ہے اسے پاکستانی عوام کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہے۔

ہم اس سلسلہ میں مزید عرض کریں گے کہ حکومت کو اپنے مؤقف کی تشہیر کے تمام ذرائع بروئے کار لانے چاہئیں اور مختلف زبانوں میں ایسا مؤثر لٹریچر شائع کر کے مختلف ممالک میں تقسیم کرنا چاہئے تاکہ دنیا کی رائے عامہ پاکستانی مؤقف اور بھارت کے مظلوم و لاچار مسلمانوں کے مسائل سے واقف ہو سکے اور غیر ملکی طاقتوں کی خطرناک اور گہری سازشیں تارِ عنکبوت ثابت ہو سکیں۔

★

# شیعہ لیڈروں کے مطالبات

پاکستان کے شیعہ رہنما سیّد محمد دہلوی صاحب کی قیادت میں ایک عرصہ سے مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ شیعہ بچوّں کے لیے علیحدہ نصاب دینیات مرتّب کیا جائے اور شیعہ اوقاف بورڈ بھی الگ قائم کیا جائے۔

چنانچہ گذشتہ دنوں شیعہ رہنماؤں کے ایک وفد نے گورنر مغربی پاکستان کے سامنے اپنے مطالبات پیش کئے پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر علاّمہ علاؤ الدین صدیقی بھی اس موقع پر موجود تھے۔ دہلوی صاحب کی قیادت میں جن دوسرے شیعہ رہنماؤں نے گورنر مغربی پاکستان سے ملاقات کرکے مطالبات پیش کئے ان میں مشہور شیعہ لیڈر سیّد جمیل حسین رضوی (سابق وزیر بحالیات اور ریٹائرڈ جج) بھی شامل تھے۔

حکومت نے اراکین وفد کے مطالبات تسلیم کرتے ہوئے متعلقہ حکاّم کو ہدایات بھی جاری کر دی ہیں۔

ہم حکومت کے دانشمندانہ اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے چند معروضات پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

اوّلاً — یہ کہ الگ شیعہ نصاب مرتّب ہو جانے کے بعد اب اہلسنّت کو ان کے پورے حقوق مل جانے چاہئیں۔ کیونکہ سنّی بچوّں کے نصاب دینیات میں قبل ازیں شیعہ بچوّں کے معتقدات ملحوظ رکھے جاتے تھے اور صرف ان کی خاطر سنّی العقیدہ بچوں کے لئے تاریخی معلومات بہم نہ پہنچائی جاتی تھیں۔ اب جبکہ شیعہ بچوّں کے لئے الگ نصاب مرتّب ہو جائے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ سنّی بچوں کے نصاب دینیات کی ترتیب میں کسی نوعیّت کے "رکھ رکھاؤ" یا "مصلحتوں" کا دخل ہو۔ اب تو سنّی العقیدہ بچوں کو ان کے پورے حقوق ملنے چاہئیں۔

ثانیاً — شیعہ اوقاف بورڈ کی علیحدگی کے بعد یہ مسئلہ زیر بحث آئیگا کہ سنّی اوقاف بورڈ کا پورا نظام مالیات و انتظام مستقلاً الگ ہو جائے اور شیعہ اوقاف کا جدا۔ شیعہ ناظم اوقاف کے تحت پورا عملہ الگ ہونا چاہئے، اس کا دائرہ کار — اور آمد و صرف کا پورا نظام صرف شیعہ اوقاف ہی سے چلنا چاہئے۔ سنّی اوقاف کے فنڈ سے شیعہ اوقاف پر اخراجات کا قطعاً کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا ہے۔

ہمیں پورا یقین ہے کہ ارباب حکومت نے جہاں شیعہ حضرات کے مطالبات تسلیم کرکے ایک خوشگوار تاثر قائم کیا ہے وہاں وہ سنّی اوقاف بورڈ کے حقوق و فرائض کا بھی خیال رکھیں گے اور کسی انداز میں بھی سنّی حضرات کی حق تلفی نہ ہونے دیں گے۔

## بقیہ: مولانا سید اسعد مدنی

نے دین پور میں قیام کے دوران حضرت خلیفہ غلام محمد صاحبؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے مزارات پر فاتحہ خوانی کی۔

مولانا اسعد مدنی کی تشریف آوری پر چونکہ حضرت دین پوری اور حضرت درخواستی کے ہزاروں مرید جمع ہو گئے تھے۔ اس لئے حضرت درخواستی نے خانپور میں واقع اپنے مدرسہ مخزن العلوم میں اجتماع عام کا اہتمام کر لیا تھا۔

حضرت درخواستی نے اس اجتماع عام سے خطاب کے لئے مولانا سید اسعد مدنی سے خصوصی سفارش کی لیکن مولانا مدنی نے معذرت خواہانہ انداز میں عرض کیا۔

"حضرت! مَیں نے پاکستان کا یہ سفر صرف آپ بزرگوں کی زیارت اور حضرت والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار معتقدین سے شرفِ ملاقات کے لئے کیا ہے۔ اس لئے مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ دورانِ سفر خطاب عام سے دامن بچا کے رکھوں۔" چنانچہ اس اجتماع سے مولانا مفتی محمود، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد لقمان اور مولانا عبداللطیف شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

مولانا اسعد مدنی اور دوسرے مہمانوں کے اعزاز میں ظہرانے کا حضرت دین پوری اور عشائیہ کا حضرت درخواستی نے اہتمام کر رکھا تھا۔ نماز عشاء سے فراغت پا کر حضرت مدنی کوئٹہ ایکسپریس کے ذریعہ ملتان کے لئے روانہ ہوگئے۔

حضرت دین پوری نے اشکبار آنکھوں اور رقت آمیز لہجہ میں دعا کرتے ہوئے آپ کو الوداع کہا۔

"بسلامت روی و باز آئی"

گاڑی خانپور ریلوے اسٹیشن سے چلی تو پلیٹ فارم "حضرت مدنی زندہ باد" کے نعروں سے گونج اٹھا۔ راستہ میں ڈیرہ نواب، سمہ سٹہ، بہاول پور اور لودھراں کے اسٹیشنوں پر عظیم الشان استقبال ہوا۔ ان علاقوں کے ممتاز علماء، دینی جماعتوں کے رہنماؤں کارکنوں اور حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ کے مریدوں اور معتقدوں اور دیگر معززین شہر نے مولانا سیّد اسعد مدنی کا والہانہ استقبال کرتے ہوئے آپ سے خصوصی دعا کرائی۔

صبح گاڑی جب شجاع آباد اسٹیشن پر پہنچی تو عاشق رسول، شمع رسالت کے جاں نثار پروانے اور تحریک آزادی کے ممتاز رہنما خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ ہو گئی۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہوتے تو شجاع آباد ریلوے اسٹیشن سے گذرنے والی ہر دینی شخصیت کا اپنے خاص محبت و عقیدت بھرے انداز میں استقبال کرتے، شجاع آباد کو جس نامور شخصیت نے شہرت دوام عطا کی آج وہ اسی قصبہ کے ایک قبرستان میں محو استراحت ہے۔

مولانا سید اسعد مدنی، مولانا مفتی محمود، مولانا عبیداللہ انور اور دوسرے بزرگوں نے گاڑی میں ہی مولانا قاضی احسان احمد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ شجاع آباد سے گاڑی روانہ ہوئی تو ملتان تک قاضی صاحب ہی کی معرکہ آراء دینی اور سیاسی خدمات کا تذکرہ تھا۔ (باقی آئندہ)

## دعائے مغفرت

صوفی نذیر احمد، ماسٹر بشیر احمد صاحبان کے والد صاحب قضاء الٰہی سے فوت ہوگئے ہیں اناّ للہ وانّا الیہ راجعون۔

مرحوم نہایت نیک، پارسا اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ قارئین کرام مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ ادارہ خدام الدین صوفی صاحب اور ماسٹر صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ (ادارہ)

مجاہد الحسینی

# مولانا سیّد اسعد مدنی کے ساتھ چند روز

## ایک سفرنامہ ——— ایک تاریخی سرگزشت

(۶)

- دین پور میں حضرت مدنی اور حضرت تھانوی (رحمہما اللہ) کی تشریف آوری
- خانپور میں عظیم الشان استقبال ———

دین پور کی روحانی اور سیاسی مرکزیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ قیامِ پاکستان سے بہت پہلے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت دین پوریؒ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے اس پسماندہ اور گمنام علاقہ میں تشریف لائے تھے، اس زمانہ میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ زندہ تھے۔ حضرت تھانویؒ کے لئے خانپور اسٹیشن پر مولانا سندھیؒ نے گھوڑے کی سواری کا انتظام کر رکھا تھا۔ آپ جب دین پور کے قریب پہنچے تو اچھل کر سواری سے اُتر گئے اور فرمایا:-

"عبید اللہ! تو نے ہمیں مار ڈالا — اس علاقہ میں بہت بڑے ولی اللہ رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں تو ننگے پاؤں حاضر ہونا چاہئے"۔

حضرت تھانویؒ کے علاوہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت دین پوریؒ کی ملاقات کے لئے کئی بار دین پور کا سفر کیا۔

حضرت ابوالسراج خلیفہ غلام محمد صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ العالی سے ملاقات کے لئے حضرت شیخ مدنیؒ کئی بار دین پور تشریف لائے۔

ایک دفعہ حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ خانپور اسٹیشن سے اتر کر دین پور جا رہے تھے کہ راستہ میں مولانا عبدالہادی صاحب نے آپ کو پہچان لیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شیخ مدنیؒ کچھ سامان کی گٹھڑی سر پر رکھے خراماں خراماں جا رہے ہیں۔

مولانا عبدالہادی صاحب نے جلدی سے آگے بڑھ کر بصد اصرار حضرت شیخ مدنیؒ سے سامان کی گٹھڑی پکڑ لی اور آپ کو دین پور تک ساتھ لے گئے۔

حضرت شیخ مدنیؒ کی تشریف آوری پر مولانا عبدالہادی صاحب نے مہمان نوازی میں ذرا تکلف سے کام لیا تو حضرتؒ نے فرمایا۔ میں نے دین پور میں چند روز ٹھہرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن دسترخوان پر آپ چونکہ تکلف سے کام لے رہے ہیں۔ اگر آپ حضرات صرف ایک کھانے پر اکتفا کر لیں تو میں ٹھہر سکوں گا ورنہ — میں چلا جاؤں گا —

حضرت مولانا عبدالہادی مدظلہٗ نے یقین دلایا کہ آج کے بعد صرف ایک ہی کھانا پیش کیا جائے گا۔ اس یقین دہانی کے بعد حضرت مدنیؒ نے چند روز دین پور میں قیام کیا۔

### خانپور میں عظیم الشان استقبال

دینی حلقوں میں دینپور کو جو روحانی مرکزیت حاصل ہے، امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے سربراہ حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہٗ کی ذاتِ اقدس کے باعث خانپور بھی روحانی و سیاسی اعتبار سے دینی حلقوں کا مرکز و محور بنتا جا رہا ہے۔

چنانچہ اسی تعلقِ خاطر کی وجہ سے مولانا سیّد اسعد مدنی نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ مدنیؒ کے نقشِ قدم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے خانپور اور دین پور کا سفر اختیار کیا۔

جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور آپ کے استقبال کے لئے صادق آباد تشریف لے گئے تھے اور مولانا سیّد حامد میاں صاحب خلیفۂ حضرت مدنیؒ کراچی سے آپ کے ہمسفر تھے، مولانا سیّد اسعد مدنی رحیم آباد، صادق آباد سے بذریعہ کار دین پور کے لئے روانہ ہوئے۔

جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ مولانا مفتی محمود، نامور خطیب مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد لقمان، قاضی عبداللطیف اختر، مولانا غلام مصطفےٰ اور دوسرے ممتاز علماء اور دینی جماعتوں کے رہنما مولانا سیّد اسعد مدنی کے استقبال کے لئے خانپور پہنچ چکے تھے۔ کراچی، سکھر، بہاول پور ڈویژن اور ملتان سے حضرت دین پوری اور حضرت درخواستی کے ہزاروں مُریدین اور معتقدین مولانا اسعد مدنی کے لئے دیدہ و دل فرشِ راہ تھے۔ صادق آباد سے دین پور کا سفر چونکہ کاروں کے ذریعہ طے ہو رہا تھا اور خانپور پہنچنے کا وقت متعین نہیں کیا جا سکا تھا۔ اس لئے مولانا سید اسعد مدنی اپنے رفقاء کے ہمراہ خانپور میں اچانک پہنچے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کو آپ کی تشریف آوری کا علم ہُوا تو آپ بھی استقبال کے لئے باہر تشریف لائے۔ آپ نے اَھلاً وَّ سَھلاً وَّ مَرحَبا کہہ کر مولانا اسعد مدنی سے بغلگیر ہوتے ہوئے فرمایا۔ آپ کی اچانک تشریف آوری سے خوش آمدید کہنے کے تمام منصوبے دھرے رہ گئے۔

مولانا مدنی خانپور سے سیدھے دین پور تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری مدظلہٗ نے جس عقیدت و محبت بھرے جذبات کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور اس موقع پر جس والہانہ شیفتگی کا اظہار کیا وہ کیف آور منظر دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ مولانا سیّد اسعد مدنی

بحث ومذاکرہ

# مسئلۂ ملکیّت زمین کا اسلامی تجزیہ

## هل يستطيع الاسلام مقاومة الشيوعية؟

## کیا اسلام کمیونزم کا مقابلہ کر سکتا ہے؟

تحریر: جناب محمد مسعود صاحب

ہمارے ملک میں عمرانیات ومعاشیات کے موضوع پر ایک مدت سے بحث جاری ہے۔ اقتصادی ناہمواری اور معاشی ناانصافی کے باعث جب مخلوقِ خدا پریشان حال ہوتی ہے۔ تو ہر طرف اضطراب کا دور دورہ ہوتا ہے، "تنگدست اور مفلوک الحال انسان چلا چلا کر فریاد کیا کرتے ہیں کہ اللہ رب العلمین کا نظامِ ربوبیت عدل ومساوات پر مبنی ہے۔ اس کی رو سے کسی انسان کو دوسرے انسان پر اقتصادی ومعاشی برتری حاصل نہیں۔ یعنی ایک انسان تو انواع واقسام کی مرغن غذاؤں سے شکم پری کرے اور دوسرا شخص عدم وسائل کی وجہ سے نانِ جویں کا محتاج بن جائے!

دنیا میں اقتصادی اور معاشی مسئلہ کی قدامت انسانی تاریخ کے ساتھ وابستہ ہے ہماری سوسائٹی میں جب تک عدل و انصاف کے تقاضے پورے ہوتے رہے انسانی معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بنا رہا۔ اور جب استحصال، لوٹ کھسوٹ، نفس پرستی اور خود غرضی کی حکمرانی ہو گئی تو یہ دنیا شر وفساد سے بھر گئی۔

الغرض زندگی کے ہر دور میں ایسے مردانِ حق آگاہ ضرور پیدا ہوتے رہے جنہوں نے ظلم وعدوان کی جگہ عدل وانصاف کو لانے کے لیے ہر ممکن کوشش اور قربانی سے کبھی دریغ نہ کیا۔!

سر زمین ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے ملک کے معیشی عدم توازن جبر واکراہ اور لوٹ کھسوٹ کے خلاف آواز اٹھائی اور اسلام کے اقتصادی نظام زندگی سے عوام کو روشناس کرایا۔ پھر ان کے پیش کردہ فلسفہ عمرانیات ومعاشیات نے ایک نظری وفکری تحریک کی شکل اختیار کر لی چنانچہ اسی تحریک کو مقبول عام بنانے میں مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا مناظر احسن گیلانی اور دوسرے علماء معاشیین نے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔

قیامِ پاکستان کے قبل آئی سی ایس افسروں میں سے جناب محمد مسعود صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے بمبئی کے علاقہ میں "تہیل قوم" میں جذبۂ خدمتِ خلق کے تحت معرکہ آرا خدمات انجام دیں جس کے نتیجہ میں ہندو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مارے ہوئے اور ستائے ہوئے بھیلوں کو پہلی بار احساس ہوا کہ وہ بھی انسانی سوسائٹی ہی کے فرد ہیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ انتہائی وحشیانہ سلوک ہوتا تھا۔ اور انہیں حیوانوں کے زمرہ میں شمار کیا جاتا تھا۔

قیامِ پاکستان کے بعد جناب مسعود صاحب نواب شاہ سندھ میں بحیثیت ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے تو انہوں نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق ایک زرعی مملکت کی ترقی وخوشحالی کا عملی پروگرام لے کر اس علاقہ کے مفلوک الحال کسانوں اور مزارعوں میں کام کیا۔ اور سندھ کے وڈیروں کے مقابلہ میں غریب ہاریوں کے مسائل پر گہری توجہ دی۔ حتیٰ کہ ان خدمات کا تذکرہ بانیٔ پاکستان جناب "قائد اعظم" تک پہنچا۔ انہوں نے غریب ہاریوں کی فلاح وبہبود اور ترقی کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی جناب محمد مسعود صاحب کو اس کمیٹی کا رکن مقرر کیا۔! دو سال بعد اس کمیٹی (سندھ ہاری کمیٹی) نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ چونکہ اس کمیٹی میں بڑے بڑے زمینداروں اور وڈیروں کی اکثریت تھی اس لیے انہوں نے تو جاگیرداروں کے حق میں رپورٹ پیش کی۔ لیکن مسعود صاحب نے ان سے اختلاف کرتے ہوتے غریب ہاریوں کے حق میں رپورٹ تحریر کی۔!

حکومت سندھ نے جاگیرداروں کے حق میں رپورٹ کا حصہ شائع کر دیا لیکن مسعود صاحب کا اختلافی نوٹ جو غریب ہاریوں کے حق میں تھا۔ اس کی اشاعت روک دی گئی۔ اس پر کراچی، سندھ اور ملک کے باقی حصوں میں زبردست احتجاج ہوا۔ اور حکومت سے پر زور مطالبہ کیا گیا کہ ہاری کمیٹی کا اختلافی نوٹ بھی شائع کیا جائے۔ آخر کار سندھ گورنمنٹ اختلافی نوٹ شائع کرنے پر مجبور ہو گئی۔ لیکن اشاعت سے قبل حکومتِ سندھ پر قابض بعض وڈیروں اور جاگیردار اربابِ اقتدار نے چند علماء سے فتوٰی حاصل کیا جس میں جناب مسعود صاحب کو سوشلسٹ قرار دیا گیا۔ اور مسئلہ ملکیت زمین کے بارے میں جناب مسعود صاحب نے قرآن وحدیث کی روشنی میں جن خیالات کا اظہار کیا تھا اور جو علمی نکات پیش کیے تھے ان کا مدلل اور مسکت جواب دینے کے بجائے ان خیالات وافکار ہی کو غیر شرعی قرار دیا گیا۔

اس فتوٰی پر جن علماء کرام نے دستخط کیے۔ ان میں مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب اور جمعیۃ علماء پاکستان لاہور کے صدر مولانا ابوالبرکات صاحب کے اسماء گرامی خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔

الغرض فتوٰی کی اشاعت کے بعد مودودی صاحب نے بھی جناب مسعود صاحب کے خلاف فتوٰی صادر فرمایا اور سندھ ہاری رپورٹ کے اختلافی نوٹ کو سراسر غیر اسلامی قرار دیا۔ اسی اثنا میں طرفہ یہ ہوا کہ مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا محمود نے جناب مسعود کے خیالات کو غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے مسئلہ ملکیت زمین پر ایک مستقل کتاب تحریر کی۔

اس مرحلہ میں یہ عجیب اتفاق تھا کہ افکار ونظریات اور استدلال میں مودودی صاحب اور مرزا محمود صاحب ایک دوسرے کے مؤید اور ہم آہنگ تھے۔

## مجلس ذکر

# سب سے بڑی دولت ایمان ہے

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ص (البقرہ ۲۰۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ۔

مَیں عرض کیا کرتا ہوں کہ جن کو اللہ نے ذکر کی توفیق دی ہوئی ہے انشاء اللہ ان کے جہنم میں جانے کا امکان نہیں ہے کیونکہ نیکی اور بدی کا حساب ہوگا۔ نیکیاں زیادہ ہیں تو جنت اور بدیاں زیادہ ہیں تو جہنم۔ اگر خاتمہ ایمان پر ہے تو حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بالآخر جہنم سے نکل کر مسلمان جنت میں جائے گا ضرور۔ اسی لئے ارشاد ہے۔ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط فَدَخَلَ الْجَنَّةَ ط جس نے صدق دل سے کلمہ پڑھا اور پھر اسی پر اس کی موت واقع ہو گئی (یعنی توحید پر) تو انشاء اللہ کتنے بھی گناہ کیوں نہ ہوں حضورؐ تب تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک جہنم سے نہ نکلوا لیں۔ لیکن مزا تو تب ہے کہ انسان جہنم کی شکل ہی نہ دیکھے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق ایک ایک نیکی کا اجر کم از کم دس گنا ملتا ہے اور پھر "وہ دنیا سقرِ آخرۃ" اندازہ لگائیے اور اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۔ قرآن نے فرمایا جتنا زیادہ نیک عمل کریں گے اتنا زیادہ اجر ملے گا۔ ایک دفعہ اَللّٰهُ هُوْ کہہ لے، ایک دفعہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ لے، چالیس نمازیں مسجد نبویؐ میں پڑھ لے تو حضورؐ نے فرمایا كُتِبَ لَهٗ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَآءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَآءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ ط اس کے لئے مَیں برأت کا اعلان کرتا ہوں۔ نہ اُسے جہنم کی آگ چھو سکتی ہے، نہ وہ منافق ہو سکتا ہے اور خانہ کعبہ میں اگر پہنچ جائے، عرفات میں حج کر لے تو كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ، وہ ایسے ہو جاتا ہے جیسے ماں نے ابھی جنا ہو اب نیکیاں ہی نیکیاں باقی رہ گئیں۔ نیکی کا دس گنا کم از کم ثواب، زیادہ اللہ تعالےٰ جتنا چاہیں عطا فرما دیں۔ بدی جتنی کریں اُتنا گناہ۔ اب مَیں کہتا ہوں ایک ہزار دفعہ بھی اللہ ہُو کر لیں تو نیکیاں ہی نیکیاں ہو جائیں۔ ہماری جماعت میں اللہ کے فضل سے کئی لاکھ کرنے والے موجود ہیں۔ ایک ہزار کر لیں تو کم از کم دس ہزار نیکیاں تو آپ کی کہیں نہیں گئیں۔ اب مَیں کہتا ہوں روزانہ آدمی کتنے بھی گناہ کرے دس ہزار گناہ تو کرنے سے رہا یقیناً نیکیاں زیادہ ہوں گی اور نیکیاں زیادہ ہوئیں تو جہنم سے بچ کر سیدھا جنت میں جائے گا۔ اگر خدا نخواستہ فرائض و واجبات سے کوتاہی کرتا ہے تو پھر اس کے جہنم میں جانے کے متعلق شک ہی نہیں۔ یقین ہے۔ اگر خاتمہ ایمان پر ہے۔ حضورؐ کا کلمہ سچے دل سے پڑھا ہے تو پھر وہ اپنے اعمال کی سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکل آئے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو فرائض و واجبات کی ادائیگی کی توفیق دیں اور اللہ تعالےٰ نے آپ میں سے جن بزرگوں کو، جن بھائیوں کو فرائض و واجبات ادا کرنے کے علاوہ نفلی عبادات بالخصوص ذکر اذکار کی توفیق دی ہے اُسے تازیست نبھانے کی توفیق دیں۔ ہمارا یقین ہے کہ ذاکرین کو جہنم کی آگ چھو نہیں سکے گی۔ وہ جہنم کی شکل بھی دیکھنے نہیں پائیں گے۔ انشاء اللہ نجات ہو جائے گی۔ کیونکہ جیسا مَیں نے عرض کیا بدی کی سزا اتنی ہی ملے گی۔ اللہ تعالےٰ بڑھاتے نہیں۔ نیکی کی جزاء اللہ تعالےٰ جتنی چاہیں گے، بڑھا کر عطا فرمائیں گے۔ اور ویسے بھی یہ ضابطہ ہے کہ فرضی عبادات مثلاً نماز روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی کمی کوتاہی نفلی عبادات سے پوری کر لی جائے گی۔ تو نفلی عبادات میں ذکر اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ بار بار قرآن میں فرماتے ہیں۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ ۱۵۲) تم مجھے یاد کرو مَیں تمہیں یاد کروں گا — اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط (الرعد ۲۸) دل کا چین اللہ کی یاد کے بغیر کسی طرح نصیب نہیں ہو سکتا۔ ایک ہزار روزانہ "اللہ ہُو" کا ورد کوئی مشکل نہیں۔ ہماری جماعت میں اس گئے گذرے دَور میں بھی الحمدللہ اتنے ذاکر ہیں کہ جن کا دوسروں کے ہاں آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایک خاتون کا نام مَیں اکثر لیا کرتا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کا نام خواص میں لیا۔ اُن کا گذشتہ دو برس ہوتے انتقال ہو چکا ہے، اتنی عبادت گذار عورت تھی کہ صبح سے لے کر شام تک عبادت ہی عبادت کرتی تھی۔ بیماری، تندرستی، گرمی، سردی ہر حال میں یہی شغف تھا۔ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب تک ایک بھی اللہ کا نام لینے والا دنیا میں ہوگا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔ قیامت اس وقت آئے گی جب کوئی بھی اللہ کا نام لیوا سطح زمین پر نہ رہے گا۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں بدی بے شک بہت ہے لیکن نیکی بھی کچھ کم نہیں۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے میرا خطہ پنجاب زرخیز بھی ہے، مردم خیز بھی ہے اور فتنہ انگیز بھی ہے۔ اسی پر فرماتے کہ لاہور مرکز ہے برائی کا بھی بے حیائی کا بھی اور نیکی اور بھلائی کا بھی۔ یعنی علماء بھی چوٹی کے موجود، شعراء بھی چوٹی کے موجود، فلاسفر اور قانون دان بھی چوٹی کے موجود اور چور اور ڈکیت بھی اوّل درجے کے موجود۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے معاملہ اگر زیادہ نہیں تو کافی حد تک برابر رکھا ہوا ہے لیکن مزا تو تب ہے کہ پاکستان تمام عالم اسلام کے لئے ایک مثالی نمونہ بن جائے اور جو بنا ہی اسلام کے نام پر ہے اس میں تو اسلام ہی کو بالادستی حاصل ہونی چاہئے تھی لیکن بڑے ہی دکھ کی بات ہے کہ ۲۳ سال گذر گئے اور ابھی تک ہمارا ایک بھی الیکشن اسلام کے قانون کے مطابق نہیں ہوا۔ کسی کو جمہوریت کی لگن ہے، کسی کو سوشلزم کی، کوئی معاشی انقلاب کا خواہاں ہے تو کوئی صوبائی خود مختاری کا راگ الاپ رہا ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ بے شک معاشی انقلاب بھی آئے لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دینی، اسلامی اور اخلاقی انقلاب برپا کرنے کی توفیق دے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے اندر سب سے بڑا دینی، روحانی اور اسلامی انقلاب برپا فرمایا تھا، ہماری زندگی کا بھی نصب العین وہی ہے۔ اسی لئے میں نے آیت پڑھی ہے۔ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ص وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط — یعنی اسلام میں داخل ہوتے ہو تو پورے پورے داخل ہو جاؤ، یہ ادھورا اسلام اللہ کو پسند نہیں ہے یعنی آدھا تیتر آدھا بٹیر، آدھا مسلمان، آدھا کافر، آدھا مسلمان آدھا یہودی، آدھا مسلمان آدھا ہندو۔ یعنی جو مسلمان یہ کہے کہ قانون تو میں اسلام کا پسند کرتا ہوں لیکن بدھ مت کے نظریات بھی مجھے بڑے پسند ہیں۔ یہ ہرگز ہرگز اللہ کو پسند نہیں ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی گردنیں مار رہے ہیں، گائے ذبح نہیں کرنے دیتے چاہے بوڑھی ہو جائے، کسی بھی کام کی نہیں، مگر مسلمانوں کو کھانے نہیں دیں گے۔ اسی طرح انڈین گورنمنٹ نے امریکی حکومت کے ہاتھ بہت سارے بندر بیچے سائنسی تجربات و تحقیقات کے لئے — تو جوگی یوگی جو تھے انہوں نے احتجاج کیا کہ گورنمنٹ اپنا یہ فیصلہ واپس لے کیونکہ بندروں کو مارنا پاپ ہے، لیکن انسانوں کا خون اُن کے ہاتھوں ہو رہا ہے اور وہ پاپ انہیں نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کائنات میں خلیفۃ اللہ فی الارض بنایا ہے، کائنات کا دولہا بنایا ہے تمام کائنات اللہ نے انسان کے لیے بنائی اور انسان کو صرف اپنی یاد کے لئے پیدا کیا۔ قرآن میں ارشاد فرمایا۔ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق (البقرہ ۲۹) جو کچھ ہے زمین و آسمان کے اندر، سب انسان کے لئے ہے۔ سردی، گرمی، غذائیں، دوائیں اللہ نے آپ کے لیے بنائیں اور آپ کو کس لئے بنایا؟ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات ۵۶) اللہ نے اسی لئے اپنے نبی قرآن، علماء، فضلاء، محققین، مجتہدین، مفسرین فقہاء، قراء یہ سارے کے سارے اسی لئے بھیجے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے دین کی نشر و اشاعت کریں، کوئی قرآن کے الفاظ پڑھاتا ہے، کوئی اس کے معانی پڑھاتا ہے، کوئی علوم متداولہ پڑھاتا ہے، کوئی حدیث نبی کریمؐ پڑھاتا ہے، کوئی فلسفہ و منطق پڑھاتا ہے، کوئی بلاغت، ادب، معانی، بیان، لغت مرتب کرتا ہے، کوئی صرف و نحو پڑھاتا ہے۔ اسلام اس کائنات کے مالک و خالق کا مذہب ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ قف (آل عمران ۱۹) اللہ نے پسند ہی کیا اسلام کو اور قرآن اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی آخری کتاب ہے۔ اس کے بعد نبوت کا دروازہ بند، کتاب کا معاملہ ختم اور آیندہ آنے والی کوئی امت نہیں۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ ۳) اب انسانیت کے لئے قیامت تک یہی کتاب ہدایت ہے، نبوت کا خاتمہ ہے، امتوں کا خاتمہ ہے، کتب سماویہ کا خاتمہ ہے، اب قیامت تک یہی کتاب انسانوں کی نجات کا سامان ہے۔ اسی لئے ہم فخر کے ساتھ سر بلند کر کے کہہ سکتے ہیں کہ انجیل، توراۃ، زبور، صحف موسیٰؑ و ہارونؑ کا ایک لفظ بھی اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہے لیکن قرآن کا اصل متن بھی موجود، اور دنیا کی ہر زبان میں ترجمہ بھی موجود، اس کے جاننے والے بھی موجود۔ ہزاروں لاکھوں تفسیریں لکھی گئیں۔ اور ابھی تک لکھی جا رہی ہیں، قرآن کی تشریحات کا ابھی تک خاتمہ نہیں ہوا۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس دن سے دنیا میں تشریف لائے، آپؐ کے مخالفین اور آپؐ کے ماننے والے سیرتیں لکھ رہے ہیں۔ آپؐ کی سوانح عمریاں لکھ رہے ہیں۔ اب تک وہ تشنۂ تکمیل ہیں۔ اب اللہ نے ہم پر اور آپ پر احسان فرمایا۔ ہمیں دولتِ ایمان اور اسلام سے نوازا۔ یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔

میں کہا کرتا ہوں جانسن، ولسن، کوسی گن، نکسن چونکہ ایمان کی دولت سے محروم ہیں، اس لئے وہ گھاٹے میں ہیں۔ اس دنیا کی سرداری، بادشاہت عزت، عظمت چند لمحے ہے جو آنکھ جھپکتے گذر جائے گی۔ لیکن ان کے لئے ابدالآباد کے لئے جہنم ہے اور ایک مومن کی سرداری، وفاداری اور خدا کی نعمت ابدی ہے جو کبھی ختم نہ ہونے پائے گی اس لئے وہاں اللہ تعالیٰ کی نعمت سے سرفراز ہوں اور جہنم میں جانے سے بچ جائیں، یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ یہاں حکومتیں مل جائیں، وہاں جہنم میں چلے جائیں اس سے بڑی گمراہی، اس سے بڑی ہلاکت، اس سے بڑی نقصان وہ چیز کوئی نہیں ہے۔ آپ نے کلمہ پڑھا اس دنیا میں، انشاء اللہ مآل کار جنت میں پہنچیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ نصیب ہو، ایمان نصیب ہو، اس کے بعد دولت ہو تو اللہ کی رحمت ہے نجات کے لئے وہ تو اُسے مل گئی۔ باقی دنیا مل جائے تو نورٌ علیٰ نور، لیکن نہ ملے دنیا، آخرت مل جائے تو بھی نورٌ علیٰ نور۔ لیکن دنیا ملے، آخرت نہ ملے، یہ ہے گھاٹے کا سودا۔ اگر دنیا میں بادشاہ بھی ہے، ذکر اذکار بھی کرتا ہے، توحید پر عمل پیرا ہے۔ حضورؐ پر یقین رکھتا ہے اس سے بڑا خوش قسمت دنیا میں کوئی نہیں اور

# قرآن حکیم اور اس کی دعوت

مولانا محمد احمد رحمانی لدھیانوی

قرآنِ حکیم پورے عالم کے لئے رحمتِ الٰہی کا پیام ہے۔ یہ وہ مقدس امانت ہے۔ جو نبی آخرالزماں خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ پر بذریعہ وحی نازل ہوئی۔ دنیا بھر کی مذہبی کتب صرف صفحہ قرطاس پر ہیں۔ مگر قرآنِ حکیم فرقانِ مجید کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ کروڑہا بندگان کے سینوں میں بھی محفوظ ہے۔ یہ بات اس کتاب المبین کے سوا دنیا کی کسی مذہبی کتاب کو حاصل نہیں۔

قرآنِ کریم کا کچھ حصہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ معظمہ میں نازل ہوا اور اکثر و بیشتر حصہ مدینہ طیبہ میں آپ کی عمر شریف کے آخر تک نازل ہوتا رہا۔ نزولِ قرآن کی کل مدت ۲۳ سال ہے۔

قرآن مجید کا اصل نام الفرقان ہے جس کے معنیٰ اختلاف کو دُور کرنے والے کے ہیں۔ نزول قرآن سے پیشتر زمین کے ہر خطے پر بسنے والے انسان ذات باری تعالےٰ کے متعلق اختلافات اور جھگڑوں میں پڑے ہوتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو نازل فرماکر ساری دنیا کے لئے ہدایت کا راستہ کھول دیا اور قرآن نے اس بات کو اس طرح ذکر کیا۔

ترجمہ: بڑی برکت ہے اس کی جس نے اتاری فیصلے کی کتاب اپنے بندے پر تاکہ رہے جہان والوں کو ڈرانے والا۔

ہر کتاب کا ایک خاص موضوع اور مخصوص عنوان ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی جس آیت شریفہ پر غور و تفکر اور توجہ کی جائے تو یہ حقیقت صاف اور واضح طور پر سامنے آئے گی کہ یہ مقدس صحیفہ رشد و ہدایت ایمان و عمل کا داعی ہے۔ اس کا مقصد اور غایت، جذبات اور خیالات میں تقدیس کو پیدا کرنا اور انسان کو پاکیزگی اور تقوےٰ و طہارت کا سبق دینا ہے۔۔۔ قرآن حکیم الوہیت اور ربوبیت کے فلسفے سے انسانی ضمیر کو خبر کرتا ہے اور کائنات کی رنگینی کے فریب خوردہ انسان کو بتاتا ہے کہ دنیا کی تمام جلوہ آرائی اور کائناتِ عالم کی زیبائش اس لئے نہیں کی گئی۔ کہ اس کے نظارے سے ہمکنار ہونے کے بعد انسان خالقِ کائنات کو فراموش کر دے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ جب انسان دنیاوی طور پر وہ سب کچھ حاصل کرے۔ جس کی ایک دنیا میں رہنے والے کو ضرورت ہے اس وقت بھی اس کا دل اور اس کی رُوح خدا کی یاد سے غافل نہ ہو، اور ذاتِ باری سے اس کے جسم کا ایک ایک رونگٹا کانپتا ہے۔ یہ ہے قرآن مجید کا فلسفہ، اس کی دعوت اور کلامِ الٰہی کا لب لباب۔

قرآن مجید پورے عالم کے لئے ایک روحانی انقلاب لے کر آیا ہے۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس کے آنے سے انسانوں کی بربریت اور درندگی انسانیت میں تبدیل ہوگئی وہ انسان جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، بھائیوں کی طرح رہنے لگے اس نے انسانوں کو ذلالت اور گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر خدا کی وحدانیت اور اس کی پرستش کی طرف رہبری کی۔

قرآن کریم مذہبی گروہ بندی کا مخالف ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اصل دین صرف خدائے واحد کی پرستش ہے۔ اور یہ ایک ایسی سچائی ہے جو پورے عالم کے انسانوں کو یکساں طور پر ملی ہے۔

قرآن مجید نے جہاں بندے کا رشتہ خالق سے جوڑا اور باری تعالےٰ کی وحدانیت اور پرستش کی دعوت دی۔ وہاں اُس نے انسانیت کی تکمیل اور ترقی کے لیے فطرتِ انسانی کے موافق قوانین اور آئین وضع کیے۔۔۔ انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں چھوڑا۔ جس پر قرآن حکیم نے روشنی نہ ڈالی ہو۔ اس نے عبادت، سیاست، معاشرت معیشت غرض کہ ہر پہلو کو بیان کیا۔ اور سینکڑوں برس پہلے حیاتِ انسانی کے لئے قرآنِ حکیم نے جو قوانین مقرر کئے۔ آج بھی انسانی زندگی کو ان کی اس طرح ضرورت ہے، جیسے اس وقت تھی۔

قرآن کریم نے انسان کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ سارے انسان اللہ کی مخلوق ہیں۔ کسی انسان کو کسی انسان پر کسی قسم کی برتری حاصل نہیں اور سب بلا امتیاز مذہب و ملت کے عزت و تکریم کے لائق ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت تمام انسانوں اور پورے عالم پر ایک ہی طرح پر نازل ہوتی ہے اور جو رزق اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو دیا۔ وہ پاک اور ستھرا ہے، اس کی زمین پر کوئی بھی ہل چلائے، اس کا کوئی بھی عقیدہ ہو، زمین بیج ڈالنے والے اور محنت کرنے والے کو رزق دینے سے انکار نہیں کرتی۔ لیکن یہی سب چیزیں پروردگارِ عالم مہربانی سے کسی انسان، جماعت یا پارٹی کے سپرد کرتے ہیں۔ تو وہ لوگ اپنی عقل اور گروہ کی طاقت سے اس پر اس طرح قابض اور مالک ہو جاتے ہیں گویا یہ چیزیں ان ہی کی پیدا کردہ ہیں، دوسرے کا ان پر کوئی حق نہیں۔ اور اللہ کی باقی مخلوق کو اس کی نعمتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہیں سے انسانی ظلم، تشدد، بربریت اور درندگی کی ابتدا ہوتی ہے تو غلط نہ ہوگا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت اور نزولِ قرآن سے پہلے انسانی عظمت و عزت کا معیار نسل، پیشہ، وطن، حکومت اور دولت تھا، قرآن حکیم نے ان تمام امتیازات کو یکسر مٹا دیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک انسان صرف انسان

# علماء کے نئے فتویٰ پر ایک تحقیقی نظر

(از مولانا مفتی عبد اللطیف صاحب بہاولنگری)

— ۳ —

جناب نے اس عبارت میں دو باتیں فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ مفتی محمود اور دیگر اکابرین و مشائخ جمعیۃ علماء اسلام سوشلسٹ نواز ہیں۔ دوسری بات جس پر تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے یہ ہے کہ ان علماء نے کہا ہے کہ ہمارا ایمان ہے کہ ہر کلمہ گو شخص مسلمان ہے۔

پہلی بات کے متعلق عرض ہے کہ جناب نے اپنے اسی مقالہ میں اقرار فرمایا ہے کہ یہ علمائے کرام خود سوشلزم کو کفر قرار دے چکے ہیں۔ جب یہ علماء کرام سوشلزم کو کفر قرار دے چکے ہیں تو سوشلسٹ نواز کیسے ہو گئے۔ اگر کسی نظریہ کو کفر قرار دینا اس کو نوازنا ہے تو پھر معاف فرمانا ایک سو تیرہ بھی سوشلسٹ نواز ہو گئے ورنہ آپ کے فتوائے کفر اور ان کے فتوائے کفر میں کیا وجہ فرق ہے کہ وہ اس فتوائی کے باوجود سوشلسٹ نواز بن گئے اور آپ بچ گئے۔ اور اگر اس کے علاوہ اور کوئی وجہ ان علماء کرام کے سوشلسٹ نواز بننے کی ہے جو آپ حضرات میں موجود نہیں تو پھر آپ کو اس کی نشاندہی کرنی چاہیے تھی۔ باقی رہا یہ کہ جب یہ علماء کرام بھی اس نظریہ کو کفریہ نظریہ قرار دے چکے ہیں تو پھر اس فتوائی کی مخالفت کیوں کرتے ہیں تو اس کا جواب تفصیلاً پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ فتوائی صرف کمیونسٹوں کے خلاف ہی نہیں بلکہ علماء کرام کی ایک مقدس جماعت کے خلاف بھی ہے۔

بلکہ حسب بیان بعض اخبارات وتصدیق سامعین ان ایک سو تیرہ میں سے ایک محترم نے ملتان کے ایک جلسہ عام میں وضاحت فرمائی ہے کہ ان کا منشاء صرف علماء کرام کے خلاف فتوائی دینا تھا۔

دوسری بات کے متعلق عرض ہے کہ اوّلاً تو یہ بات تحقیق طلب ہے کہ مفتی محمود نے یہ بات کہی بھی ہے یا نہیں جب تک تحقیق نہ کر لی جائے اس کی تصدیق کرنا اور لوگوں تک پہنچانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کفیٰ بالمرءِ کذباً ان یحدث بکل ما سمع (مسلم شریف) کے تحت ممنوع ہے۔ کیا جناب کو معلوم نہیں کہ لاہور کے ایک روز نامہ نے بڑے طمطراق کے ساتھ یہ جھوٹ لکھا تھا کہ مفتی محمود وغیرہ نے سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کے پاس جا کر بڑی منت سماجت کی کہ اپنا فتوٰی واپس لے لو لیکن حضرت شاہ صاحب کے پائے استقلال میں ذرہ بھر جنبش نہ آئی حالانکہ حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے جو اس ملاقات میں مفتی صاحب کے ساتھ تھے بڑی شدت سے اس کا انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ اس ملاقات میں اس فتوائی کا تذکرہ تک نہیں ہوا۔ اسی طرح بے شمار کذبات روزانہ اخبارات کی زینت بنتے ہیں۔ تو کیا یہ ممکن نہیں کہ نوائے وقت کو غلط خبر پہنچائی گئی ہو۔

عالی جاہ آپ کو معلوم ہے کہ بعض جماعتوں کا کاروبار ہی جھوٹ و افترا سے پروان چڑھتا ہے ایسی جھوٹی خبریں دینا ان کا شیوہ ہے۔ اگر ان کے کذبات کو شمار کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ آپ کا شرعی فریضہ تھا کہ پہلے تحقیق فرما لیتے پھر اس کو اپنے دینی رسالہ میں جگہ دے کر تغلیط یا تصویب فرماتے۔

ثانیاً اگر ثابت بھی ہو جائے کہ مفتی محمود صاحب نے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس سے یہ کیسے لازم ہو گیا کہ قادیانی یا منکرین حدیث وغیرہ مسلمان ہیں۔ اگر کوئی شخص یا جماعت کسی کے الفاظ کو اپنے باطل مقصد کے لیے استعمال کرے۔ جبکہ مقصود متکلم یہ نہ ہو تو یہ اس کی اپنی کج فہمی یا جہالت ہے متکلم کا اس میں کیا قصور ہے۔ جو لوگ قرآن و حدیث کو اپنے باطل نظریات کے لیے استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے وہ اگر کسی انسان کے کلام کو اپنے نظریات کی تائید کے لیے خلاف مقصود متکلم پیش کریں تو اس سے اس کے کلام کا بطلان کیسے لازم آئے گا۔ تو اگر مفتی محمود کے کلام کو ان لوگوں نے اپنے مخصوص نظریات کی تائید کے لیے پیش کر دیا تو اس سے ان کے کلام کا بطلان کیسے درست ہے۔

بہر حال جن لوگوں کا محبوب ترین مشغلہ ہی تحریف ہو ان پر تو کوئی افسوس و تعجب نہیں۔ افسوس تو آپ جیسے اہل علم و فکر کے اس طریق استدلال پر ہے کہ اتنی سطحی بات سے کیسے مطمئن ہو بیٹھے کہ دوسروں کو بھی اس اطمینان کی دعوت دے رہے ہیں۔

کیا جناب کو معلوم نہیں کہ اگر کسی شخص کا ایک کلام مجمل ہو اور دوسرا مفصل تو مجمل کو مفصل پر محمول کیا جائے گا۔ یعنی مجمل کو مفصل کے ماوراء پر۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (جو لا الٰہ الا اللہ کہے جنت میں داخل ہو گا) حالانکہ آپ بھی اس کو اس کے عموم پر محمول نہیں کریں گے بلکہ یہ فرمائیں گے کہ جو ضروریات دین کا منکر ہو گا وہ اس میں داخل نہیں ہے

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے مستحضر ہوتے ہوئے منکرین زکوٰۃ کو مرتد قرار دیا تھا اور آخر کار تمام صحابہ کو اپنا ہمنوا بنا لیا تھا۔ اسی طرح جب مفتی صاحب بار بار تفصیل سے ان منکرین ضروریات کو کافر قرار دے چکے ہیں تو اس مجمل کو ماسوائے منکرین ضروریات دین پر کیوں قیاس نہ کیا جائے گا۔ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ "کلمہ گو کافر نہیں کہا جائے گا" اسی حدیث مذکور کا ترجمہ ہے جو توجیہہ و تاویل آپ وہاں کرتے ہیں۔ وہی تاویل و توجیہہ یہاں کرنے سے کیا چیز مانع ہے۔

یا مابہ الامتیاز کیا ہے۔

آخری گذارش

میں آخر میں نہایت ہی دلسوزی سے اہل حق علماء کرام کی خدمت میں

(باقی ص ۱۵ پر)

# دورِ جدید کے مسائل اور اُن کا حل

## فلسفہ ولی اللٰہی کی روشنی میں

محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور

### معاشیات کے بنیادی اصول

معاشیات کے سلسلے میں امام ولی اللہ دہلویؒ ایک بنیادی اصول یہ پیش کرتے ہیں کہ :-

"معاشی وسائل کو وسیلۂ کار بنانے کے لئے بنیادی اصول یہ ہے کہ جائز اموال کو قبضہ میں لایا جائے اور انہیں اس طرح ترقی دی جائے جس طرح ترقی دینا جائز ہے۔ مثلاً مویشیوں کی افزائش نسل، آبپاشی اور اصلاح زمین کے ذریعے سے زراعت کرنا وغیرہ۔ لیکن اس باہمی تعاون سے معاشی وسائل حاصل کرنے کی شرطِ لازم یہ ہے کہ یہ قبضہ اور یہ حصول ترقی معاشرہ انسانی میں ایک دوسرے کی معاشی زندگی کی تنگی کا باعث نہ بن جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ تمدن میں فساد پیدا ہو جائے۔"

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۰۳)

### دولت کی ناہموار تقسیم

امام صاحب کے نزدیک دولت کی ناہموار تقسیم سے سوسائٹی بگڑتی ہے اور اخلاق خراب ہوتے ہیں۔ اس لئے اخلاق کی حفاظت کے لئے بھی سوسائٹی کے معاشی نظام میں انقلاب کی ضرورت ہے۔ بقول امام صاحب یہی وجہ تھی کہ روم اور ایران کی سوسائٹیوں کو برباد کرنے کے لئے اسلامی انقلاب عمل میں آیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"خداوند تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ اس نبیؐ کی حکومت کے ذریعے سے ان قیصر و کسریٰ کی حکومت کو برباد کر دے اور ان کی لیڈر شپ کے ذریعے سے ان کی لیڈر شپ کو ختم کر دے۔ چنانچہ ان کے وجود سے کسریٰ ہلاک ہو گیا پھر کوئی کسریٰ نہ ہوا اور قیصریت ختم ہو گئی۔ پھر کوئی اس کا جانشین نہ ہوا۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۰۶)

### شہری زندگی کی بہبود

امام صاحبؒ نے انسانی سوسائٹی کی بربادی کے بہت سے اسباب بتائے ہیں جن کا لحاظ رکھا جائے تو عادلانہ نظام پیدا ہو سکتا ہے — آخر میں فرماتے ہیں :-

"شہری زندگی کی بہبود اس میں ہے کہ ٹیکس ہلکے ہوں اور ملازمین بقدر ضرورت ہوں۔ ہمارے زمانے کے لوگ اس باریک بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔"

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۴۵)

### سیاسی کشمکش کا حل

سیاست میں امام ولی اللہ دہلویؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ "امام" سے مراد ایک فرد انسان نہیں بلکہ وہ ادارہ مراد ہے جس میں قوم کے عقلاء، حکما، اور ماہرین خصوصی جمع ہوں (بدور بازغہ ص ۷۱) اور وہ قرآن حکیم کے اصول کے مطابق باہمی مشورے سے امورِ سلطنت سرانجام دیں۔ گویا یہ ایک شورائی حکومت ہوگی جو کتاب و سنت کے احکام کے ماتحت عمل کرے گی۔ اس کا کامل نمونہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافتِ راشدہ کا دور ہے۔ یہ طرزِ حکومت یورپی جمہوریت سے ممتاز ہے جس میں صرف اکثریت کا فیصلہ حاکم ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ انسانیت اور اخلاق کے خلاف فیصلہ کر دیں۔

اس کے علاوہ امام صاحب کے نزدیک ملک کا مرکزی نظام عوام کی خدمت اور فائدے کے لئے ہونا چاہئے نہ کہ عوام اس نظام کے لئے۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۴۶)

اس طرح آپ بادشاہت کی جگہ اجتماع عقلاء یعنی پارلیمنٹ کے ذریعہ حکومت کی تشکیل کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان قوم بین الاقوامی مقام سے گر جائے تو اسے قومیت کی منزل پر ٹھہر کر سانس لینا چاہئے مگر اس میں بین الاقوامی عدل کے تصورات محفوظ رہنے چاہئیں۔

### سائنس اور مذہب کی کش مکش کا حل

سائنس کی ترقی سے عقلیت کا دور شروع ہوا تو امام ولی اللہ دہلویؒ نے اسلام کی عقلی تشریح کے لئے علم اسرار دین یعنی دین کی فلاسفی کا علم پیدا کیا اور اسلام کے احکام و قوانین کی حکمتیں اور ان کے بنیادی اصول واضح کئے جس کا فائدہ یہ ہوا کہ جب دوسرے مذہبی نظام دور جدید کی عقلیت سے شکست کھا کر اپنے اندر ترمیمیں اور تبدیلیاں کرنے پر مجبور ہوئے تو اسلام کے حقائق کی پائیداری زیادہ واضح ہونے لگی۔ انہوں نے ایک مجدد کی حیثیت سے تجدید کا کام بھی کیا۔ اور جو غلط عقیدے اور رسم و رواج مذہب میں داخل ہو چکے تھے انہیں صاف کیا اس کے علاوہ امت میں جو اختلافی مسئلے پیدا ہو چکے تھے خواہ وہ فقہ میں تھے یا تصوف کے طریقوں میں، سب میں تطبیق دی اور اختلافات کو ختم کرکے مختلف فرقوں کو جمع کرنے کی کوشش کی تاکہ امت اتفاق و اتحاد سے دین کی سربلندی کے لئے آگے بڑھے۔

### لادینیت کا استیصال

اس کے علاوہ انہوں نے مادے کی بنیاد "قوتِ شابیہ" کو قرار دیا۔ اور سائنسدانوں کے اس نظریے کو غلط قرار دیا کہ مادہ مادی الاصل ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے خدا کا انکار کیا اور لادینیت کو جنم دیا۔ البتہ بیسویں صدی کے سائنسدان مادے کی اصل غیر مادے یعنی قوت کو تسلیم کر چکے ہیں اور اس سائنٹفک دور کی ابتدا کر چکے ہیں۔ ان کے لئے خدا کا وجود ماننا مشکل نہیں

رہا اس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ وہ فلسفے جن کی بنیاد مادیت پر تھی۔ مثلاً اشتراکیت اور سرمایہ داری وہ بے بنیاد ہو گئے۔

امام صاحب مادی اور غیر مادی اشیاء کی اصل ایک ہی مانتے ہیں۔ اسے وہ "وحدت الوجود" کہتے ہیں۔ اور اب یہ مسئلہ فلسفے کا نہیں بلکہ سائنس کا بن گیا ہے ـــ امام صاحب وحدت الوجود کی اُس تشریح کے قائل نہیں جو عام صوفیاء اور شعراء کے ہاں پائی جاتی ہے جسے "ہمہ اوست" کہتے ہیں اور جس کی اصلاح کے لئے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے مسئلہ وحدتِ شہود پیش کیا یعنی "ہمہ ازوست"۔ امام ولی اللہ دہلویؒ نے وحدتِ وجود کی ایسی تشریح کی کہ وہ اب وحدت شہود کے ساتھ جمع ہو گیا اور اختلاف ختم ہو گیا یہ بھی امام ولی اللہ دہلویؒ کا کمال ہے۔

امام صاحب نے یہ بھی دعوے کیا کہ مادہ قوت میں اور قوت مادہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ان کی تصریحات کی روشنی میں قرآن و حدیث کے اکثر بیانات کو جنہیں بعض لوگ شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے، اب اچھی طرح سے سمجھا جا سکنے لگا۔ اگر ہمارا نوجوان امام صاحب کی تصریحات کا بغور مطالعہ کرے تو وہ یورپ کی جدید طبیعیاتی تحقیقات سے مرعوب نہیں ہو سکتا اور نہ لادین بن سکتا ہے۔

## مذہب اور سیاست میں تفریق نہیں ہے

فلسفہ یورپ کی ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اس نے مذہب کو سیاست سے الگ کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی سیاست خصوصاً بین الاقوامی سیاست کسی ضابطۂ اخلاق کی پابند نہ رہی جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کی غداری اور عہد شکنی کی ہم معنی بن کر رہ گئی۔ اس کا انجام یہ ہے کہ وہاں کسی معاہدہ صلح پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

## سرمایہ داری اور اشتراکیت

یورپ کی صنعتی ترقی اور مادہ پرستی سے سرمایہ داری پیدا ہوئی اور اسی کی ضد کے طور پہ اشتراکیت نے جنم لیا۔ لیکن یہ بھی سرمایہ داری کے مفاسد کا کلی استیصال نہ کر سکی اور خود ایک مفسدہ بن کر رہ گئی چنانچہ سرمایہ داری اور اشتراکیت کی کش مکش خوفناک جنگیں پیدا کرنے کا موجب بنی۔ اگر یورپ اپنی علمی ترقی محفوظ رکھنا چاہتا ہے اور خود بھی زندہ رہنا چاہتا ہے تو اسے سرمایہ پرستی اور اشتراکیت کے مادی اور لادینی فلسفے ترک کرکے اسلام کے نظام کی طرف آنا ہوگا، جس کی بنیاد قرآن حکیم کے اصول صدق عدل اور احسان پر ہے۔ یہی وہ نظام ہے جسے امام الحکمت امام ولی اللہ دہلویؒ نے اٹھارھویں صدی میں اپنے فلسفے کے ضمن میں پیش کیا ہے اور جس کی تشریح بیسویں صدی کے حالات کے پیشِ نظر امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے کی ہے۔

غرض امام ولی اللہ دہلویؒ کے سوا کوئی ایسا فلسفی نظر نہیں آتا جو اقتصادیات و معاشیات، سیاسیات واجتماعیات اور اخلاقیات و روحانیات پر ایک مستند امام کی حیثیت سے کلام کرتا ہو۔ چنانچہ امام ولی اللہ دہلویؒ نے کارل مارکس سے کوئی سو سال پہلے ان مسائل پر روشنی ڈالی ہے جو آج ہمیں درپیش ہیں۔

## فلسفۂ ولی اللّٰہی

مختصر یہ کہ آج پاکستان کے مسلم نوجوان اشتراکیت اور سرمایہ داری کے جن بلند بانگ دعووں سے مرعوب ہو کر مشرق یا مغرب کی طرف جھکتے ہیں ان سے امام ولی اللہ دہلویؒ کا فلسفہ صاف بچا لیتا ہے اور ایسے نظامِ فکر اور نظامہائے معاشیات و سیاسیات کی طرف رہنمائی کرتا ہے جن سے ہمارے موجودہ مسائل حل ہو جاتے ہیں اور اس طرح مسلم نوجوانوں کو اپنی انفرادی، قومی اور ملّی خودی قائم کرنے میں پوری پوری مدد دیتا ہے۔

ہمیں کامل یقین ہے کہ اس ایک فلسفی کو رہنما مان کر اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تشریحات کو قبول کرکے پاکستانی مسلم نوجوان آگے بڑھے تو نہ صرف پاکستان کی خوشحالی اور مضبوطی یقینی ہو جاتی ہے بلکہ وہ عالم اسلام کی قیادت کے قابل ہو جاتے ہیں۔ جس کے بعد یورپ کی اجتماعیت کو توڑنا مشکل نہیں رہتا اور یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ

"یورپ کی اجتماعیت توڑے
بغیر غلبہ اسلام کی تحریک کامیاب
نہیں ہو سکتی"

## مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی انقلابی جدوجہد

حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اس دور میں فلسفہ ولی اللّٰہی کے بہترین شارح ہوئے ہیں اور انہوں نے اس فلسفے کے عملی نفاذ کے لئے انقلابی جدوجہد میں اپنی زندگی بسر کی اور ۱۹۲۴ء میں قسطنطنیہ سے اپنا مشورہ شائع کرکے تحریک ولی اللّٰہی کے تیسرے دور کا افتتاح بھی کیا جس میں انگریزوں کے کے جانے کے بعد ہندوؤں سے نمٹنے کے لئے مسلم اکثریت کے علاقے الگ کرنے کا پروگرام دیا۔ یہ منشور علامہ اقبالؒ کو بھی بھیجا گیا تھا جنہوں نے ۱۹۳۱ء میں مسلم انڈیا بنانے کا نظریہ پیش کیا جو آگے چل کر تحریک پاکستان کی شکل میں ظاہر ہوا ـــ غرض ہندو اکثریت سے نجات پانے کے لئے مسلم اکثریت کے علاقوں کو الگ کرنے کا تخیل سب سے پہلے حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے دیا۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ ۲۵ سال کی جلاوطنی کے بعد ۷ر مارچ ۱۹۳۹ء کو وطن واپس تشریف لائے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ اب انگریز عنقریب چلا جائے گا۔ مسلم نوجوانوں کو فلسفہ ولی اللّٰہی کے مطالعے کی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ اس میں مہارت حاصل کریں اور آئندہ مسلم اکثریت کے علاقوں میں اس فلسفے پہ نظام استوار کرسکیں اور اسے چلا سکیں۔ حضرت مولاناؒ نے اپنے افکار بھی قلمبند کرائے۔

## ولی اللہ سوسائٹی لاہور

۱۵ر مارچ ۱۹۴۴ء کو فکر ولی اللّٰہی کی اشاعت و تدریس کے لئے ولی اللہ سوسائٹی لاہور قائم کی اور ۲۱ر اگست ۱۹۴۴ء کو آپ کا وصال ہوگیا۔ پورے تین سال بعد ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو انگریز چلا گیا اور پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ مولانا سندھیؒ کی سکیم یہ تھی کہ ایک کالج قائم کرکے مسلم نوجوانوں کو فلسفہ ولی اللّٰہی بھی پڑھا دیا جائے

# اسلامی معلومات کا خزانہ

ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی
شیخوپورہ

**برادرانِ ملت** مضمون ہذا ہزارہا صفحات اور صدہا کتب کی ورق گردانی سے آپکو بچائے گا۔ اس میں بہت سے اہم گوشے ملیں گے جو دینی واقفیت اور تاریخ کے ایک بڑے دور کی یاد تازہ کرنے کے لیے کافی ہوں گے

## حیاتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اکرمؐ کے دادا کا اسم گرامی حضرت عبد المطلب اور والد کا حضرت عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا اسم گرامی حضرت آمنہ تھا۔ آپ قریشی اور ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ یہ خاندان ایک ممتاز خاندان تھا۔

**پیدائش** آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ۲۲ اپریل ۵۷۱ء ۱۲ ربیع الاول صبح صادق کے وقت پیر کے روز جلوہ افروز ہوئے۔ دایہ حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔

**شقِ صدر** چار پانچ سال کی عمر میں جب کہ آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ جنگل میں بکریاں چرانے میں مصروف تھے۔ شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔

**وفاتِ اقربا** والد کی وفات تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی ہو چکی تھی اور آپ دنیا میں پیدائشی یتیم ہو کر تشریف لائے آپ کی چھ سال کی عمر تھی کہ والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ آٹھ سال کی عمر میں دادا حضرت عبد المطلب کا بھی انتقال ہو گیا۔

**تجارتی سفر** ۱۲ سال سے زائد عمر میں پہلا سفر بغرضِ تجارت شام کی طرف کیا۔ ۲۵ سال کی عمر میں دوسرا سفر بھی شام کی طرف کیا۔ اس دفعہ حضرت خدیجہؓ کے مال کو لے کر گئے۔

**نکاح** ۲۵ سال کی عمر میں سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا۔ ان کے بطن سے قاسم و طاہر دو صاجزادے اور فاطمہؓ زینبؓ رقیہؓ اور ام کلثومؓ چار صاجزادیاں پیدا ہوئیں صاجزادوں کی وفات بچپن ہی میں ہو گئی

**حجرِ اسود** ۳۵ سال کی عمر میں نصب حجر اسود کے جھگڑے کو ذرا سی دیر میں طے کیا ورنہ اغلب تھا کہ کعبے کے کعبے اس واقعہ سے تباہ ہو جاتے۔

**خلعتِ نبوت** چالیس سال کی عمر میں حضرت جبریل امینؑ تشریف لاتے۔ اور خدا کا آخری نبی ہونے کی خوش خبری سنائی۔ تین سال تک خفیہ طور پر تبلیغ اسلام فرماتے رہے اس کے بعد کھلم کھلا تبلیغ حق و صداقت شروع کر دی۔ کفارِ قریش نے متواتر تین سال تک آپ کا اور آپ کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس لیے آپ نے یہ عرصہ پہاڑوں میں نہایت عسرت کے ساتھ بسر کیا۔

بائیکاٹ سے نجات پا کر کچھ ہی دنوں بعد آپ کے مشفق چچا ابو طالب اور ان کے تین دن بعد آپ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا جس کا آپ کو سخت افسوس ہوا۔ آپ اپنے غلام زید بن حارث کو ساتھ لے کر شہر طائف میں بغرضِ تبلیغ دین پہنچے اور متواتر ایک ماہ رہ کر سخت تکلیفیں اٹھا کر واپس تشریف لے آئے۔

**معراج شریف** ۵۱ برس کچھ ماہ کی عمر میں نبوت کے بارہویں سال ۲۷ رجب کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج عطا فرمائی۔ اور آپ نے دیدار خداوندی حاصل کیا اس کے بعد عرب کے دوسرے قبیلوں میں تبلیغ دین فرماتے رہے۔ چنانچہ بیعت عقبۂ اولیٰ میں ۱۲ آدمیوں نے اور بیعت عقبۂ ثانیہ میں ۷۵ آدمیوں نے اسلام قبول کیا جو مدینہ کے باشندہ تھے۔

**ہجرت** پہلے دیگر مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے بعد ربیع الاول میں آپؐ نے بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہمراہ لے کر ہجرت فرمائی ۶۲۲ء میں آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ کرایا۔ جس سے دونوں کی زندگی نہایت خوشگوار ہو گئی۔ مدینہ کے یہودیوں سے صلح فرمائی۔ لیکن وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہ سکے۔

**غزوات** ۱۷ رمضان ۲ھ میں ۳۱۳ مسلمانوں نے ایک ہزار کفار کا مقابلہ کیا اور فتح حاصل کی (یہ غزوہ بدر تھا)

شوال ۳ھ میں غزوۂ احد عمل میں آیا۔ مسلمانوں کو نقصان پہنچا لیکن فتح حاصل کی۔ یہودیوں کی بد عہدی پر ان کو تنبیہہ کی گئی جس سے وہ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔

ذی قعدہ ۵ھ میں مدینہ کے گرد خندق کھدوائی اور ۲۴ ہزار کفار کا مقابلہ کیا۔

ذی قعدہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ محرم ۷ھ میں آپ نے عرب و عجم کے بادشاہوں کو اسلام قبول کرنے کے لیے دعوت نامے بھیجے۔ جمادی الاول ۷ھ میں خیبر فتح ہوا۔ جمادی الاول ۸ھ میں اسلامی قاصد کو شیر جبل بادشاہ بصرہ نے قتل کرادیا۔ اس لیے اسلامی لشکر نے موتہ کو فتح کیا۔

رمضان المبارک ۸ھ میں مکہ فتح کیا۔ شوال ۸ھ میں حنین کے میدان میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

رجب ۹ھ میں تبوک کے میدان سے بغیر جنگ کے واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ منافقوں نے قبا میں مسجد ضرار بنوائی جس کا مقصد شرارت تھا آپ نے آگ لگا دینے کا حکم دے دیا اور جلا دی گئی۔

۹ھ میں حج کا حکم ملا۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ اور تین سو مسلمانوں کو حج ادا کرنے کے لیے بھیجا۔ اور اعلان فرمایا کہ اس سال کے بعد کوئی شخص ننگے بدن خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے۔

**خطبہ حجۃ الوداع** ذی قعدہ ۱۰ھ میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کے ہمراہ آپؐ نے حج ادا فرمایا۔ اور عرفات کے میدان میں خطبہ فرمایا جو ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

## مرضِ وفات

۲۸ صفر سنہ ۱۱ھ منگل کی رات کو بخار کی حالت میں قبرستان میں تشریف لے گئے اور وفات یافتگان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ وہاں سے تشریف لاتے تو دردِ سر اور بخار کی شدت ہوگئی۔ دو مرتبہ مسجد میں تشریف لاکر مختصر سے خطبات فرمائے۔

۱۲ ربیع الاوّل کو مرض بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہنچ گیا۔ اور اسی روز ۶۳ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ اور حضرت عائشہؓ کے حجرے میں دفن ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ہ

## خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین

**حضرت ابوبکر صدیقؓ** آپ مکہ کے قدیم باشندہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس چھوٹے تھے۔ یہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ عمر ۳۸ برس کی تھی ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور رفیقِ سفر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی کے ۶۰ سال گذارے۔ سچے عاشق، اسلام کے شیدائی اور مخالفین اسلام کے لیے بہت سخت تھے۔ جھوٹے نبیوں اور مرتد قبائل کو آپ نے زیر کیا۔ اور بہت سے فتنوں کا سر کچل کر رکھ دیا شام وایران کا کچھ حصہ فتح کیا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوکر آپؓ کو بالاتفاق حضورؐ کا پہلا جانشین اور حکومتِ الٰہیہ کا خلیفۂ اوّل منتخب کیا۔ والد کا نام ابو قحافہؓ اور ماں کا نام امّ الخیر تھا آپ دو برس تین ماہ تیرہ دن خلافت کرنے کے بعد ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ (۲۳ اگست ۶۳۴ء) میں دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ کی ذات علم و اخلاق کا پاکیزہ مجسمہ تھی۔ اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں آپ کی مساعی سے کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی بارگاہ رسالت سے صدیق کا لقب عطا کیا گیا۔ پہلوئے رسول میں دفن ہوئے۔

**حضرت فاروق اعظمؓ** آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۳ برس عمر میں چھوٹے تھے۔ والد کا نام خطاب تھا۔ خاندانی رئیس اور شریف تھے۔ نبوت کے چھٹے سال ایمان لے آئے اور فاروق کا لقب دربار رسالت سے حاصل کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعتِ خلافت آپ نے کی تھی۔ حضرت صدیقؓ کے بعد مسلمانوں نے آپ کو دوسرا خلیفہ منتخب کیا۔ مسندِ خلافت پر آتے ہی آپ نے اس مہم کو کامیاب بنایا جو عراق، شام اور ایران میں چل رہی تھی۔ آپ نے دس برس چھ ماہ اور ایک دن حکومت کی۔ حج بیت اللہ سے واپس آئے اور ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو مسجد نبوی میں فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے ایک ایرانی غلام کے خنجر سے شہید ہوئے۔ اسلامی حکومت کو آپ نے سب سے زیادہ پھیلایا۔ پہلوئے صدیق میں جگہ لی۔

**حضرت عثمان غنیؓ** مکہ کے مشہور تاجر رئیس اور شریف تھے۔ والد کا نام عفان تھا۔ حضرت صدیقؓ کی تحریک پر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں۔ تیسرے خلیفہ چنے گئے۔ ۸۲ سال کی عمر میں ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے عبداللہ ابن سبا منافق کی پارٹی کے ہاتھوں شہادت پائی۔ دربار رسول سے "غنی" کا لقب ملا تھا۔ ایک دن کم بارہ سال حکومت کی۔ جنت البقیع میں آرام فرما رہے ہیں

**حضرت علیؓ** آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور عمر میں ۳۲ برس چھوٹے تھے۔ والد کا نام ابو طالب اور ماں کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ ۸ برس کی عمر میں داخل اسلام ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے بعد چوتھے خلیفہ بنائے گئے۔ عبداللہ بن سبا اور شیعان کوفہ نے آپ کو بہت سے دھوکے دیئے۔ اور مسلمانوں کو باہم لڑانے کی کوشش کی۔ ۴ سال ۹ ماہ خلافت فرمائی اور ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو جامع کوفہ میں ابن ملجم خارجی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ آپ کی پہلی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ تھیں۔ نجف اشرف میں مزار ہے۔

## ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

**امام ابوحنیفہؒ** آپ کے والد ثابت اور دادا کا نام زوطی تھا یہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ اور نوشیرواں کی اولاد سے تھے امام ابوحنیفہ کا نام نعمان اور لقب امام اعظم تھا۔ آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے عبدالملک بن مروان کی حکومت تھی حضرت انس بن مالکؓ حضرت سہل بن سعدؓ اور عامر بن واثلہؓ تین صحابیوں کا زمانہ پایا۔ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ کوفہ کے نامور عالم امام شعبیؒ کے اشارہ پر علم کی طرف متوجہ ہوئے اور امام اعظم بنے۔ اپنے استاد کا اتنا ادب کرتے تھے کہ زندگی بھر ان کے گھر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔ منصور نے عہدۂ قضاء پیش کیا مگر آپ نے قبول نہیں کیا۔ منصور کو سخت ناراضگی ہوئی اور اس نے آپ کو کوڑے لگوائے اور قید میں ڈال دیا۔ پھر اسی حالت میں بغداد میں ۱۵ رجب شب جمعہ کو ۱۵۰ھ میں وفات پا گئے۔ دنیا میں کروڑوں مسلمان ہیں جو آپ کے مسلک کی پیروی کرتے ہیں اور حنفی کہلاتے ہیں۔ مسند امام اعظمؒ آپ کی جمع کردہ احادیث کا مستند مجموعہ ہے۔

**امام مالک بن انسؒ** آپ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ تمام زندگی مدینہ میں رہے۔ درس حدیث محبوب مشغلہ تھا۔ ہارون رشید نے بہت کوشش کی کہ آپ کو بغداد لے جائے۔ مگر آپ نے مدینہ کی مفارقت کو گوارا نہ کیا۔ عاشقِ رسول اور علم کے امام تھے۔ درس حدیث کے وقت بڑے ادب اور شوکت سے بیٹھتے تھے مدینہ کا احترام اس درجہ ملحوظ تھا کہ کبھی سواری پر بیٹھ کر نہیں نکلے۔ شمالی افریقہ میں آپ کے پیرو مالکی کہلاتے ہیں۔ ۸۶ سال کی عمر میں ۱۱ ربیع الاوّل ۱۷۹ھ میں انتقال ہوا۔ آپ کی مدینہ میں قبر ہے آپ کی جمع کردہ احادیث کا مجموعہ مؤطا امام مالک کے نام سے مشہور ہے

**امام شافعیؒ** آپ قریشی نسب تھے عسقلان میں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث و قرآن کے عالم

اور دین کے مجتہد تھے۔ موطا حفظ یاد تھی۔ امام حنبلؒ آپ کے شاگرد تھے فلسطین، مکہ اور بغداد آپ کے مرکز اور مستقر رہے۔ مصر اور دیگر ممالکِ عرب میں آپ کے پیرو بکثرت موجود ہیں علم کے آفتاب اور دین کے سرتاج تھے ۵۴ سال کی عمر میں بعہد مامون یکم شعبان ۲۰۴ھ کو فوت ہوئے مزار مصر میں ہے۔

**امام احمد بن حنبلؒ** آپ کی ولادت ۱۶۴ھ بغداد میں ہوئی۔ امام شافعیؒ کے شاگرد اور دس لاکھ احادیث کے حافظ تھے خلیفہ معتصم باللہ نے حسب منشاء فتویٰ نہ ملنے کی وجہ سے آپ کو قید میں ڈال دیا اور بہت اذیت پہنچائی اس کے بیٹے متوکل باللہ نے رہائی دی۔ علم کے امام اور دین کے سردار تھے ۱۳ ربیع الاول ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے۔ باب حرب بغداد میں مزار ہے۔ ۸ لاکھ آدمیوں نے نماز جنازہ پڑھی۔

## مشاہیر محدثین و آئمہ دین

**امام بخاریؒ** محمد بن اسماعیل نام تھا بخاری کے مؤلف اور چھ لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ یکم شوال ۲۵۶ھ تاریخ وفات ہے

**امام مسلمؒ** صحیح مسلم شریف کے جامع ہزارہا علماء کے استاد حجاج بن مسلم کے فرزند تھے تاریخ وفات ۲۴ رجب ۲۶۱ھ۔

**امام ابوداؤدؒ** سلیمان بن اشعث نام تھا۔ مجموعہ احادیث ابوداؤد کے نام سے مشہور ہے تاریخ وفات ۱۴ شوال ۲۷۵ھ۔

**امام ترمذیؒ** محمد بن عیسیٰ نام تھا ترمذی شریف مقبول و معروف کتاب ہے۔ تاریخ وفات ۱۳ رجب ۲۷۷ھ۔

**امام نسائیؒ** احمد بن شعیب نام تھا۔ آپ کی کتاب کا نام نسائی شریف ہے۔ مکہ میں ۳۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔

**امام ابن ماجہؒ** ابو عبداللہ محمد نام تھا یزید ابن ماجہ کے فرزند تھے۔ ۶۴ سال کی عمر میں ۲۷۳ھ میں وفات پائی۔

**امام دارمیؒ** ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن نام تھا۔ دارمی شریف حدیث کا مشہور مجموعہ ہے ۷۴ سال کی عمر میں ۲۵۵ھ میں انتقال ہوا۔

**امام دار قطنیؒ** ابوالحسن علی بن عمر نام تھا۔ بغداد کے محلہ دارِ قطن کے رہنے والے تھے ۸ رجب ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔

**امام ابونعیمؒ** نامور محدث ہیں۔ حلیۃ کے مصنف ہیں ۹۶ سال کی عمر میں ۶ صفر ۴۳۰ھ کو وفات پائی۔

**امام بیہقیؒ** ابوبکر احمد بن حسن نام تھا۔ عظیم و جلیل محدث تھے ۷۴ سال کی عمر میں ۴۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

**امام بغویؒ** نام حسین بن مسعود تھا۔ مصابیح شرح السنۃ اور معالم تنزیل کے مصنف ہیں۔ بلخ کے رہنے والے تھے ۵۱۶ھ میں وفات پائی۔

**امام نوویؒ** ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نام تھا۔ ریاض الصالحین مشہور کتاب ہے ۴۵ سال کی عمر میں ۶۷۶ھ میں فوت ہوئے

**امام ابو یوسفؒ** زبردست قانون دان تھے اور فقیہہ تھے ہارون رشید نے قاضی القضاۃ بنایا تھا امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے ۱۸۲ھ میں انتقال کیا۔

**امام غزالیؒ** احیاء العلوم کے مصنف ہیں ۵۰ برس کی عمر میں غزال میں ۵۰۵ھ کو فوت ہوئے۔

**امام طبریؒ** تفسیر و تاریخ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ۳۱۰ھ میں فوت ہوئے۔

**امام ابن جوزیؒ** امام ابن تیمیہ کے شاگرد اور شیخ سعدیؒ کے استاد تھے ۵۹۷ھ میں فوت ہوئے

**مولانا رومؒ** نام جلال الدین مثنوی کے مصنف ہیں۔ قونیہ میں مزار ہے۔ ۶۷۱ھ میں وفات پائی۔

**شیخ سعدیؒ** سب سے پہلے انہوں نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ گلستان، بوستان ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ان کا مزار شیراز میں ہے۔ ۶۹۱ھ میں فوت ہوئے

**قاضی بیضاویؒ** تفسیر بیضاوی کے مصنف ہیں تبریز میں ۶۹۱ھ میں وفات پائی

**مولانا جامیؒ** جلیل القدر شاعر تھے ۸۹۹ھ میں فوت ہوئے۔

**حافظ شیرازیؒ** دیوان حافظ کے مصنف ہیں ۷۹۶ھ میں فوت ہوئے۔

**شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ** ہندوستان میں علم حدیث کو روشناس کرانے والے تھے۔ جون ۱۶۴۲ء کو وفات پائی۔

**امام ولی اللہ دہلویؒ** ہندوستان میں قرآن پاک کے پہلے مترجم بزبان فارسی اور اسلامی مملکت اور سیاست کے امام تھے۔ برعظیم پاک و ہند میں مسلمانوں کی علمی اور سیاسی بیداری آپ کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے آپ کا اسلامی فکر اس دور میں اسلام کو سربلند کرنے کا ضامن ہے

آپ کی تصانیف میں سے سب سے زیادہ مشہور حجۃ اللہ البالغہ ہے۔ ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی

**شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ** امام ولی اللہؒ کے نامور فرزند تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے آپ نے امام ولی اللہ کے فکر کو عوام تک پہنچایا۔ اور تحریک مجاہدین کی بنیاد رکھی۔ ۷ شوال ۱۲۳۹ھ کو تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ پڑھ کر فوت ہو گئے۔ دہلی میں مہندیوں کی مسجد کے قریب مزار ہے۔

آپ نے تفسیر عزیزی لکھی ہے جس کا نام فتح العزیز ہے۔ دو جلدیں ہیں پہلی جلد میں الحمد سے لے کر وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ (پارہ ۲۔ سورہ بقر آیت ۱۸۴) دوسری جلد میں پارہ ۲۹، ۳۰

**شاہ عبدالقادر دہلویؒ** آپ بھی امام ولی اللہ کے مشہور صاحبزادے ہیں۔ آپ نے قرآن پاک کا ترجمہ بامحاورہ کیا ہے۔ جو نہایت عمدہ اور مقبول ترجمہ ہے۔ آپ نے تفسیر موضح القرآن بھی لکھی ہے ۱۲۰۵ھ میں یہ ترجمہ لکھا گیا۔

**شاہ رفیع الدینؒ** یہ بھی امام ولی اللہ

دہلوی کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے قرآن پاک کا ترجمہ تحت اللفظی کیا ہے جو کہ عربی زبان سیکھنے میں بہت مدد دیتا ہے۔

**شاہ عبدالغنیؒ** آپ امام ولی اللہ دہلوی کے چوتھے صاحبزادے ہیں۔ شاہ محمد اسماعیلؒ آپ ہی کے نامور فرزند ہیں۔ جنہوں نے اپنے خون سے ۵ مئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کے مقام پر شہادت پاکر تحریک ولی اللہی کی آبیاری کی۔ اور اسے زندگی جاوید بخشی۔

## بقیہ: مجلسِ ذکر

یہ اللہ کی رحمت ہے کیونکہ اصل نعمت ہے نبوّت، اس کے بعد توحید، پھر ایمان اور اس کے بعد اپنی یاد کو قرار دیا۔ باقی اس کے بعد اگر غریب ہے تو بھی اللہ کی رحمت کا مرکز، امیر ہے تب بھی، درمیانے طبقے کا ہے تب بھی اور اگر اونچے درجے کا ہے تب بھی۔ حضرت سلیمانؑ بادشاہ ہیں، داؤدؑ بادشاہ ہیں، حضرت یوسفؑ بادشاہ ہیں، یہ بادشاہ ایمان کے ساتھ ہیں۔ اس سے بڑی نعمت نہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ بادشاہیاں ملیں اور ایمان نہ ہو تو گھاٹے کا سودا ہے۔ اس کے بدلے اگر اللہ تعالیٰ غربت کی زندگی گذارنے کی توفیق دے تب بھی سمجھئے کہ آپ بڑے کامیاب و کامران ہیں۔ دنیا کی وجاہتیں مل جائیں صدارتیں اور وزارتیں مل جائیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نوکری چاکری اور غلامی نہ ملے، اس سے بڑا دنیا میں گھاٹے کا سودا نہیں فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (البقرہ ۱۶)

سو اللہ کا شکر کیجئے، سب سے بڑا احسان مجھ پر اور آپ پر یہی ہے کہ اللہ نے ایمان دیا، پھر اللہ نے خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا پر عمل پیرا ہونے کی توفیق سے نوازا۔ پھر اللہ کے نبیؐ نے فرمایا پہلی امتوں میں ۷۲ فرقے ہوئے، میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی جہنم میں۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا۔ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ، جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر عمل پیرا ہوگا۔ تو الحمد للہ، الحمد للہ، شکر ہے خدا کا ہمیں اللہ نے افراط و تفریط سے بچایا ہوا ہے پہلی کتابوں پر یقین ہے، اللہ کی ذات پر بھروسہ اور اعتماد ہے۔ اور اس کے ساتھ یادِ الٰہی، ذکر اذکار کی توفیق ہے اور خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا پر عمل پیرا ہیں، نہ اللہ نے اس مقام پہ پہنچایا جس پر پہنچ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ سو الحمد للہ اللہ نے اپنے نبیؐ کی اطاعت سے نواز رکھا ہے، ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے اپنی یاد کی توفیق دے رکھی ہے۔ اکثروں کو حج سے سرفراز فرمایا ہے اور بعضوں کو اللہ نے عمرہ کی کئی دفعہ سعادت نصیب کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے سے نہ دھتکاریں اپنے دربارِ شہنشاہی میں سدا ہی سر جھکانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

## بقیہ: قرآن حکیم اور اس کی دعوت

ہونے ہی کی وجہ سے قابل عزت ہے۔

قرآن مجید نے انسانی عزت اور آبرو کو اس طرح بیان فرمایا:۔

ترجمہ: ہم نے عزت دی آدمؑ کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھایا ہم نے ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر۔

ان آیات پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ قرآنِ حکیم، انسان کی تکریم کا اعلان کرتا ہے۔ اس کی نظر میں نسل و وطن، دولت و حکومت بالکل بے معنی چیز ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ رزق اور ضروریاتِ زندگی ہر ایک انسان کا حق ہے خواہ وہ کسی عقیدے یا ملک کا رہنے والا ہے۔

قرآن کہتا ہے۔ پیشہ یا محنت کے اعتبار سے کسی انسان کو ذلیل سمجھنا بڑا گناہ ہے۔ قرآن کے نزدیک قبیلہ یا ذات پات کا تعلق صرف جان کاری اور تعارف تک موجود ہے۔ یہ چیزیں اس کے نزدیک معیارِ شرف اور عزت نہیں بن سکتیں۔

قرآن کے نزدیک معیارِ شرف اور قابلِ عزت وہ انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے صحیح معنوں میں ڈرتا ہو اور اس کی مخلوق کے ساتھ حسن و اخلاق، کیریکٹر، عدل و انصاف کے ساتھ پیش آتا ہو، اگر کوئی انسان اخلاقِ فاضلہ کا حامل ہے تو قرآن اس کی تعریف کرتا ہے، اور ایسا انسان قرآن اور اسلام کے نزدیک سب سے بلند اور اعلیٰ ترین انسان ہے۔

قرآن نے جہاں ہر انسان کو معزز قرار دیا ہے اور زندگی کی تمام راہیں سب کے لئے مساوی بنا دیں وہاں اس نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ ہم جو کچھ بھی دنیا میں کرتے ہیں ان سب کا حساب رب العالمین کی بارگاہ میں دینا ہوگا۔ آخرت کی زندگی کا مدار اس دنیاوی زندگی کے نیک و بد اعمال پر منحصر ہے۔

قرآن کے نزدیک خدا کا قرب صرف اُن بندوں کو ملے گا جو اس کی وحدانیت پر یقین رکھتے ہوں اور جنہوں نے اپنی پوری زندگی کو نیک اعمال کے ساتھ گذارا ہو۔

## معذرت

میرے والد محترم جانباز مرزا گذشتہ ہفتہ سے صاحبِ فراش ہیں ان کے گلے میں سخت تکلیف ہے اور ہلکا ہلکا بخار بھی، جس کے باعث وہ حسب وعدہ جمعیۃ علماء اسلام کے جلسوں میں شمولیت نہ کر سکے۔ اس سلسلہ میں وہ گوجرانوالہ، جڑانوالہ اور لیہ کے حلقہ احباب سے معذرت خواہ ہیں کہ بیماری کے باعث ان کے اجتماعات میں شرکت نہ کر سکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت یاب ہونے پر وہ حسب دستور جماعتی پروگراموں میں مصروف ہو جائیں گے۔

حلقہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ والد صاحب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (خالد جانباز)
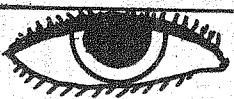
## بقیہ۔ بحث و مذاکرہ

**دلچسپ واقعہ** سندھ ہاری رپورٹ کے اختلافی نوٹ کی اشاعت کے مرحلہ میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ کہ حکومت سندھ پر قابض جاگیردار ارباب اقتدار نے چونکہ رپورٹ شائع کرنے سے انکار کر دیا تھا اس لیے ملک بھر میں اس رپورٹ کی اشاعت کا پُر زور مطالبہ ہوا۔ حکومتِ سندھ نے جب یہ محسوس کیا کہ حکومت کو چارو ناچار یہ رپورٹ شائع کرنی پڑے گی تو انہوں نے وہ اختلافی رپورٹ خفیہ طریق سے مذکورہ بالا علماء کے سامنے پیش کر کے ان سے فتوٰی حاصل کر لیا اور حکومتِ سندھ کے وزیر مال جناب میر علی تالپور نے وہ فتوٰی ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر ملک میں تقسیم کرنا شروع کر دیا تاکہ مسعود صاحب کی اختلافی رپورٹ شائع ہونے سے پہلے اس کا اثر زائل ہو جائے۔

رپورٹ کے اختلافی نوٹ کی اشاعت سے پہلے اس کے خلاف فتوٰی کی پر اسرار اشاعت پر ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا کہ اختلافی نوٹ ابھی منظرِ عام پر نہیں آیا تھا۔ لیکن بعض علماء کو اس کا پہلے کس طرح علم ہو گیا؟

اخبارات میں بحث و مذاکرہ کے بعد یہ بات صیغہ راز سے باہر آئی کہ حکومتِ سندھ کے ایک وزیر نے یہ خفیہ دستاویز بعض علماء کو مہیا کی تھی۔ اس پر جناب مسعود صاحب نے حکومتِ سندھ کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کر دیا۔ پانچ لاکھ روپے کا ہرجانہ طلب کر لیا۔ کہ ایک خفیہ دستاویز کو آؤٹ کر کے حکومت نے اس کے مصنف کو بدنام کرنے کا حربہ استعمال کیا ہے۔

مسعود صاحب کے اس اقدام پر ایک اور ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان نے مداخلت کر کے مسعود صاحب کو مقدمہ واپس لینے پر اس شرط کے ساتھ آمادہ کیا کہ حکومت سندھ ہاری رپورٹ پر مسعود صاحب کے اختلافی نوٹ کو شائع کرے گی چنانچہ

جب مسعود صاحب کا نوٹ شائع ہوا تو نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونی دنیا میں بھی اس کا پُر جوش خیر مقدم ہوا اور جاگیرداروں کے مقابلہ میں سندھ کے غریب کاشت کاروں (ہاریوں) کی داد رسی پر خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

## الوداع اے عاشقِ ختمِ رُسُلؐ

حافظ نور محمد انور

آہ! وہ مردِ مجاہد، غازیٔ دینِ متیں۔
جس کے دَم سے روشنی تھی انجمن میں بالیقیں
چھوڑ کر ہم کو ہوا وہ راہیٔ ملکِ عدم!
زندگی بھر جو رہا حق بات پر ثابت قدم
کیوں نہ اس کی موت پر ہوں مضمحل پیر و جواں
تھا وہ مخلص باصفا و باوفا ذی عزّ و شاں
افضل و میرِ شریعت کا رہا جو ہم سفر
قائم و دائم رہا ہر آن اپنے عزم پر
راہِ حق میں قید و بند کی سختیاں سہتا رہا
کوہِ استقلال بن کر بات سچ کہتا رہا!
الوداع اے دینِ ملّت کے حقیقی پاسباں
الوداع اے عاشقِ ختمِ رسلؐ فخرِ زماں
الوداع اے مجلسِ احرار کے روشن چراغ
مِٹ نہیں سکتے کبھی دل سے تری رحلت کے داغ
التجا انورؔ کی ہے حق میں ترے صبح و مسا
تیری تربت پر ہو نازل بارشِ نورِ خدا!
حشر تک تجھ پر ہمیشہ سایۂ رحمت رہے،
تیرے مرقد میں کھُلا دروازۂ جنّت رہے

## جلسہ سیرت النبیؐ

انجمن اصلاح المسلمین سلطان پورہ لاہور کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ عام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ہونا قرار پایا ہے۔ جو کہ مورخہ ۳۰ مئی بروز ہفتہ بعد از نمازِ عشاء منعقد ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور خطاب فرمائیں گے برادرانِ اسلام سے التماس ہے کہ جلسہ میں شرکت فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں!

## بقیہ: علماء کے نئے فتوے پر ایک تحقیقی نظر

پر زور اپیل کروں گا کہ جس ایثار و جذبہ کے تحت ۱۹۵۱ء میں آپ نے ایک اہم دینی کام کے لیے حلیف و حریف ہر ایک کا دروازہ کھٹکھٹایا حریف کے پاؤں پکڑے دشمن کو گلے سے لگایا اور اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ اسی جذبہ و ایثار سے کام لے کر ان تمام معمولی اختلافات کو ختم کرنے کے لیے خود سبقت فرما کر اپنی عالی حوصلگی کا ثبوت دیں۔ الفضل للمتقدم اور ۱۹۵۱ء سے زیادہ اہم دینی ضرورت کے لیے متحدہ جد وجہد کی راہ ہموار فرماویں۔

مجھے اس کا یقین ہے کہ آپ حضرات مخلص ہیں اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ طرفین میں اختلافات ڈالنے اور بڑھانے کے لیے سبائی قسم کے لوگ کیسے کیسے اوچھے اور گھٹیا طریقے استعمال کر رہے ہیں خدارا فراست مومن کے تحت ان ابن سبا قسم کے لوگوں پر قطعاً اعتماد نہ فرماویں جو آپ کے اختلاف میں ہی اپنے لیے خیر سمجھتے ہیں۔

اللہ کرے کہ میری یہ دردمندانہ اپیل رائیگاں نہ جائے اور اتحاد کی کوئی صورت نکل آئے۔

وما ذٰلک علی اللہ بعزیز

### سالانہ کانفرنس

جمعیۃ علماء اسلام مری کی چوتھی سالانہ کانفرنس ۱۳/۱۴ جون کو مشرقی جامع مسجد مری میں منعقد ہو رہی ہے۔ تفصیلی پروگرام آئندہ کسی پرچے میں ملاحظہ فرمائیں۔

## بقیہ: دورِ جدید کے مسائل

اور ان نوجوانوں کا ایک حصہ تو آگے اشاعت و تدریس کا کام کرے اور دوسرا حصہ ملک کی سیاسی رہنمائی کرے اور حکومت بنائے لیکن افسوس کہ قوم نے اس سکیم کو بروئے کار لانے کے لئے توجہ نہ کی اور ولی اللہ سوسائٹی بے کسی اور بے بسی کی حالت میں پمفلٹوں اور کتابوں کی اشاعت ہی کرتی رہی اب کچھ بادل چھٹ گئے ہیں اور فضا سازگار ہو چلی ہے۔ اکثر حضرات امام ولی اللہ دہلویؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا نام لینے لگ گئے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس فکر کی اشاعت و تدریس میں ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور کی معاونت فرمائیں گے تاکہ اس فکر پر نظام چلانے والے تربیت یافتہ نوجوان پیدا کئے جا سکیں۔ اس کے بغیر خالی نعرہ بازی سے کوئی کام چلایا نہیں جا سکے گا۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

واللہ المستعان ۵

## اجتماع

شجاع آباد میں ۲۸-۲۹ مئی کو صوفیاء کرام کا خالص اصلاحی اجتماع ہو رہا ہے جس میں قدوۃ السالکین زبدۃ العاشقین، شیخ المشائخ، واقف اسرار حقیقت، رئیس المفسرین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی مدظلہٗ ذکر اذکار و مراقبات کرائیں گے اور ملک کے اطراف واکناف سے مشائخ کرام و حضرات صوفیا کرام و مریدین حضرت بہلوی تشریف لائیں گے حضرت بہلوی کے جملہ مریدین و متوسلین کو دعوتِ شرکت ہے۔

بچوں کا صفحہ

# رحمتِ کائنات

ابو الریاض محمد امین بہاولپوری

کسی شخصیت کی سیرت کا اندازہ دشمنوں سے سلوک سے لگایا جاتا ہے۔ اسی کلیہ کی روشنی میں آج ہم نبی رحمتؐ کی شخصیت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے اپنے جانی دشمن کے ساتھ کیا سلوک کیا حقیقت یہ ہے۔ کہ جب تک حضورؐ کمزور و ناتواں تھے۔ صبر اور دعا سے کام لیا۔ اور توانا و کامران ہوئے تو عفو و درگزر کیا۔ اور یہی فی الحقیقت نبی رحمتؐ کا خاصہ ہے ورنہ تاریخ اور مشاہدہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

یوں تو حضورؐ کی زندگی کا ایک ایک دن باعث رحمت ہے۔ مگر فتح مکہ کا دن حضورؐ کی رحیمی و کریمی صفات کا ایک درخشاں مظہر ہے۔ نبی رحمتؐ مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں جوان ہوئے مگر نبوت کا دعوےٰ کیا تو وہاں سے نکالے گئے۔ اور آپ پر پتھر اور روڑے برسائے گئے۔ خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنا چاہی تو اونٹ کی اوجھ ڈالی گئی کلامِ الٰہی سنایا تو ساحر و مجنوں کہلائے۔ کسی راستے سے گزرے تو دشمن نے کانٹے بچھائے اور کوڑا کرکٹ ڈالا۔ غرضیکہ بقول حضور صلعم سب نبیوں سے زیادہ آپؐ کو ستایا گیا۔ ابوجہل نے ایذا رسانی اور اسلام دشمنی میں ...... کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور حضورؐ کا سر مبارک لانے والے کے لئے سَو اونٹ کا انعام مقرر کیا۔ ابولہب نے اپنے بیٹوں سے حضورؐ کی صاحبزادیوں کو طلاق دلوائی۔ تاکہ نبی کریم کو تنگی پہنچے۔ جب مکہ کی زمین آپ پر تنگ کر دی گئی۔ تو مدینہ تشریف لے گئے مگر ظالموں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ چنانچہ سرداران قریش ابوجہل۔ ابولہب۔ ابوسفیان۔ عکرمہ۔ صفوان بن امیہ وغیرہ کی سازشوں کا نتیجہ جنگ بدر۔ جنگ احد۔ جنگ خندق وغیرہ کی صورت میں نمودار ہوا اور یہ سب کچھ ان لوگوں نے اسلام کو مٹانے اور حضورؐ کو ستانے کے لئے کیا۔

جب رحمت کائنات حج کے ارادے سے نکلے تو صلح حدیبیہ کی شرائط آڑے آئیں۔ لیکن جب جابر و ظالم دشمن نے ان شرائط کو خود ہی توڑ دیا۔ تو رحمت عالم فتح مکہ کے ارادے سے دسویں رمضان کو نکلے اور مختلف مراحل سے گزر کر جب فاتحانہ انداز میں مکہ کے اندر داخل ہوئے تو نبی رحمت اونٹنی پر سوار سورت فتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اور سر مبارک عجز و شکر سے جھکا ہوا تھا۔ اس وقت بھی قریش مکہ لرزہ براندام تھے۔ کہ ان کا کیا بننے والا ہے۔ کیونکہ وہ سب گردن زدنی تھے۔ مگر رحمت عالم نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ سلوک آج تک سورج کی آنکھ نے نہیں دیکھا تاریخ شاہد ہے۔ کہ فاتح نے ہمیشہ مفتوح کو ذلیل کیا ہے۔ اور جوش انتقام میں خون کی ندیاں بہا دی ہیں صلیبی جنگیں ویٹ نام کی لڑائی فلسطین اور کشمیر کے روح فرسا واقعات موجودہ عرب ممالک کے جاں گداز حادثات بیت المقدس کی بے حرمتی اس دعوےٰ کی زندہ مثالیں ہیں۔ اور قرآن بھی یہی کہتا ہے کہ جب کوئی بادشاہ کسی ملک میں داخل ہوتا ہے۔ تو سارے نظام کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔ اور عزت دار کو بے عزت اور ذلیل کو اقتدار بخشتا ہے۔ مگر رحمت کائنات کا سلوک بالکل نرالا اور انوکھا نظر آتا ہے۔ ابوسفیان حضور کا جانی دشمن جب آپ کے پیش ہوا تو بہت شرمندہ تھا۔ مگر رحمت کائنات نے یہ کہکر گلے لگا لیا۔ کہ عم زاد کب تک روٹھے رہوگے۔ بلکہ اس کی وضع داری کا خیال فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اُسے بھی امان ہے۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

ابوجہل تو جنگ بدر میں مر چکا تھا۔ مگر اس کا بیٹا عکرمہ بھی کسی صورت میں باپ سے کم نہ تھا اور باپ کے بعد اسلام کے خلاف تمام سازشوں میں ابوسفیان کا ساتھی تھا۔ وہ اسی دشمنی کی بنا پر فتح مکہ کے دن یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اسکی بیوی ام حکیم ایمان لائیں۔ تو خاوند کی سفارش کی حضور نے امان بخشی۔ تو وہ عکرمہ کو لے کر واپس حاضر ہوئی۔ اور عکرمہ کی توقع کے خلاف جب حضورؐ نے اسے اٹھ کر گلے لگایا۔ تو وہ مسلمان ہوگیا۔ ہندہ ابوسفیان کی بیوی جس نے حضور کے مہربان چچا حضرت حمزہ کو قتل کروایا تھا۔ اور ناک اور کان کا ہار بنوایا اور کلیجہ تک چبا ڈالا تھا۔ جب وہ حاضر ہوئی تو رحمت عالم نے اس سے بھی درگزر فرمایا۔ چنانچہ اس نے گھر جاکر تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور کہا کہ تمہاری ہی وجہ سے ہم آج تک خراب ہوئے۔ حضرت حمزہ کا قاتل وحشی طائف کی طرف بھاگ گیا۔ بعد میں توبہ کرکے مسلمان ہوا تو حضور نے اس سے بھی عفو و کرم کا سلوک کیا۔ وحشی نے بعد میں مسیلمہ کذاب کو حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں اسی خنجر سے قتل کرکے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کیا۔

الغرض فتح مکہ کے دن حضور نے شعب ابی طالب میں دربار عام لگایا۔ اور پوچھا۔ مجھ سے کس سلوک کی امید رکھتے ہو۔ سب نے آپ کے رحم و کرم کی تعریف کی۔ اس پر حضور نے جواب دیا کہ میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا اور ایک ہی لفظ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ [illegible] عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ عبداللہ بن اخطل اور اس کی دو لونڈیاں حضورؐ کی ہجو کیا کرتی تھیں۔ ان کو بھی معاف کیا ہبار بن اسود جس نے حضورؐ کی صاحبزادی زینبؓ کو خنجر مار کر شہید کیا تھا۔ اسے بھی بخش دیا۔ صفوان بن امیہ فتح مکہ کے دن جدہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے بھائی عمیر کی درخواست پر حضور نے اپنی چادر مرحمت فرمائی۔ جب عتبہ اور عتیبہ پسران ابولہب کا معاملہ پیش ہوا۔ تو ان کو بلایا گیا۔ حضورؐ نے ان دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی اور خانہ کعبہ میں جاکر ان کے لئے دعا فرمائی یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے حضورؐ کی صاحبزادیوں کو طلاق دی تھی ناظرین کرام یہ تھی حضور کی رحمت اللعالمینی رؤف الرحیمی اور خلق کریمی کی ایک جھلک .... جس کے طفیل سارا عرب اسلام لے آیا۔ ستون حنانہ کا گریہ۔ ایک اونٹ کی فریاد۔ ممولہ کی تڑپ۔ ایسے واقعات ہیں کہ حضورؐ جن و بشر۔ شجر و حجر انسان و حیوان ساری کائنات کے لئے سراپا رحمت تھے۔ مدینہ میں عبداللہ بن ابی حضورؐ کا بدترین دشمن تھا۔ اس نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ مگر نبی رحمت نے اس کے مرنے پر اپنی چادر مرحمت فرمائی اور بخشش کی دعا فرمائی ؎

لاکھوں سلام آپ کی ذات کریم پر
آیا تھا کون اس طرح رحمت لئے ہوئے

# The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)


## بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

| | | |
|---|---|---|
| پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ | .. | ۱۱ |
| ششماہی | .. | ۶ |
| " | .. | ۳ |
| سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ | .. | ۴۲ |
| بحری جہاز | " | ۱۵ |
| ہوائی ڈاک ششماہی | .. | ۲۱ |
| بحری | .. | ۱۱ |
| انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ | ۳۰ | ۷۳ |
| بحری | ۸۰ | ۲۲ |


فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔



منظور شدہ محکمہ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۳۲ مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷ - ۲۳۸۱ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۶/۹/۳۹ DD ۹-۲-۲ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM/۳۰ ۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء